بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

ہم کیسے سمجھیں کہ

اللہ ایک اور اکیلا ہے؟

مصنف

مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ

(صدر شعبۂ تخصص والدعوہ، دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد)

ناشر: عظیم بک ڈپو، نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ ہم کیسے سمجھیں کہ اللہ ایک اور اکیلا ہے؟

مصنف:۔ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ

سنہ طباعت:۔ ۲۰۰۸ء

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ محمد زاھد علیم

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔ 09997177817

☆☆☆☆☆

اس کتاب کے علاوہ اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے "ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ" پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔

عظیم بکڈپو دیوبند یوپی سے ہماری تمام کتابیں حاصل کرسکتے ہیں۔

فہرست مضامین

براۓ مہربانی کتاب میں عنوانات ملاحظہ کیجیے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلمانوں کو مشرک کہہ کر اصلاح سے دور کرنا ہے

قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَاِنۡ تُطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَا یَلِتۡکُمۡ مِّنۡ اَعۡمَالِکُمۡ شَیۡئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ'' (حجرات ۱۴) ترجمہ: بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ابھی تک ایمان تمھارے قلب میں داخل نہیں ہوا ہے۔ اگر تم (واقعی دل سے) اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانو تو وہ تمھارے اعمال میں کتر بیونت نہیں کریگا۔ بیشک اللہ درگذر کرنیوالا رحم کرنیوالا ہے۔

قرآن کے نازل ہوتے وقت تین قسم کے فرقے موجود تھے ۱) اہل عرب جو مشرک تھے ۲) اہل کتاب یہود و نصاریٰ جو آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے تھے ۳) منافقین جو بظاہر اپنے آپکو مسلمان کہتے تھے۔ یہ تینوں فرقے شرک میں مبتلا تھے مگر انکا شرک ایک ہی درجہ کا نہیں تھا۔ قرآن مجید نے ان تینوں فرقوں کے حالات زندگی کو علحدہ علحدہ پیش کر کے انکے کفر اور شرک کو بتلایا اور انکو صحابہ کی طرح خالص اور حقیقی ایمان لانے اور اطاعت کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ توحید کے قرآنی تصوّر کو سمجھنے کیلئے ہمیں ان تینوں فرقوں کی زندگیوں یعنی انکے عقائد و اعمال کو اچھی طرح سمجھنا ہوگا تا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر خالص اور صحیح طریقے سے حقیقی ایمان لا سکیں۔

قرآن مجید نے اہل عرب کو مشرکین کے لفظ سے خطاب کیا ہے مگر اہل کتاب اور منافقین کو مشرکین کے لفظ سے خطاب نہیں کیا۔ لیکن بہت سارے مقامات پر اہل کتاب اور منافقین کے شرک اور کفر کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کو ''اہل کتاب'' اور یا بنی اسرائیل'' کے اور منافقین کو ایمان والوں کے الفاظ ہی سے خطاب کیا اور صاف صاف تعلیم دی کہ جو کوئی مسلمانوں، یہودیوں، نصرانیوں اور صابیوں میں سے شرک کرے گا وہ جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ آخر کیا بات ہے کہ منافقوں، یہودیوں اور نصرانیوں کے شرک کے باوجود انھیں مشرکین کے لفظ سے نہیں پکارا گیا؟ اسکی ایک وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ مشرکین کا عقیدہ توحید کی اساس اور بنیاد Base پر نہیں تھا۔ بلکہ خالص شرک کی بنیاد پر تھا اور وہ شرک ہی کو اساس اور بنیاد بنا کر اساسی

عقیدہ کے طور پر تسلیم کرتے تھے۔ یعنی شرک کو تسلیم کئے بغیر انکے نزدیک ایمانیات کا معمہ حل ہی نہیں ہوسکتا تھا۔

اسکے برعکس یہود و نصاریٰ کا عقیدہ توحید کی اساس اور بنیاد پر تھا اور وہ آسمانی کتابوں کے عقیدۂ توحید کے منکر نہ تھے اور منافقین بظاہر توحید کا اقرار کرتے' کلمہ اور نماز باجماعت کا اہتمام کرکے ظاہری اعتبار سے عقیدہ وعمل کا اعتراف کرکے گویا وہ اپنے آپکو مسلمان ہی ظاہر کرتے تھے۔ انکا جو شرک تھا وہ اقرار و اعلان کے خلاف تھا۔ انکا اندرون ایک تھا اور بیرون ایک۔ قرآن مجید نے اہل کتاب اور منافقین کے مشرکانہ عقائد و اعمال کی کھلے طور پر وضاحت کی اور انکی مشرکانہ حرکتوں کو پیش کیا اور کھلے طور پر بتلایا کہ وہ حقیقی ایمان سے دور ہیں اور حقیقی ایمان کو اختیار کئے بغیر وہ ایمان والے نہیں بن سکتے۔ اسکے باوجود انکی عورتوں سے نکاح کرنے اور انکے ہاتھوں کا ذبیحہ کھانے کی اجازت دی اور انکو یہ بھی دعوت دی گئی کہ اسلام میں اور اہل کتاب میں جو چیز مشترک ہے اس پر اتفاق کرلو' سمجھوتہ کرلو۔

اس تشریح کو سامنے رکھکر ہم یہ بات آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن نے یہود و نصاریٰ اور منافقین کو مشرکین کے ساتھ کھڑا کرکے برابر نہیں کردیا۔ بلکہ انکو انکے ایمان اور آسمانی کتاب کا حاملین بتلاکر' انکو صحیح طریقے سے ایمان سمجھا کر اور انکے عقیدے اور اعمال کی گمراہیوں کو بتلاکر اپنے ایمان وعمل کو درست کرنے کی تعلیم دی۔ اسطرح انکے آسمانی کتاب پر ایمان کے امتیاز اور تشخص کو برقرار رکھا اور بتلایا کہ وہ اپنے نبی کے زمانے میں پورے ایمان والے تھے۔ مگر اب عقیدہ کے بگاڑ اور شرکیہ اعمال کی وجہ سے کفر اور شرک میں مبتلا ہوگئے ہیں۔

اسکے برعکس مشرکین کو صاف صاف تعلیم دی کہ وہ ایمان ہی سے واقف نہیں۔ وہ آسمانی کتاب کی تعلیم ہی سے بہت دور ہیں۔ انکا دین رسم و رواج اور جاہلانہ طریقوں اور باپ دادا کی اندھی تقلید کے سوا کچھ نہیں اور وہ شرک کے بغیر چل نہیں سکتے۔ وہ حضرت ابراہیمؑ کی تعلیمات ہی سے واقف نہیں۔ چنانچہ انکی عورتوں سے نکاح کرنے اور انکا ذبیحہ کھانے سے منع کردیا گیا۔ اور دین کے معمولات میں کسی قسم کا سمجھوتہ اور اتفاق کرنے سے منع کردیا گیا اور سورہ کافرون کو نازل کیا گیا

کافر اور مشرک میں فرق ہوتا ہے۔ مشرک کا کفر اس درجہ کا نہیں ہوتا جس درجہ کا کفر کافر

کا ہوتا ہے کافر سو فیصد کافر ہوتا ہے مگر مشرک شرک کے ساتھ کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔ اُسی طرح مشرکین کے شرک اور اہل کتاب اور منافقین کے شرک میں فرق ہوتا ہے۔ اہل کتاب کا شرک اور منافقین کا شرک اس درجہ کا نہیں ہوتا جس درجہ کا شرک مشرکین کا ہوتا ہے۔ مشرک سو فیصد مشرک ہوتا ہے اہل کتاب اور منافقین اسطرح کے مشرک نہیں ہوتے۔ قرآن مجید نے اسی لیے کافر، مشرک منافقین اور اہل کتاب کے الفاظ کو علحدہ علحدہ استعمال کیا ہے۔ سب کو ایک ہی درجہ اور معیار کا نہیں بتلایا اور منافقین کے ساتھ تو پورے مسلمانوں جیسا سلوک کرنے اور انکو مسلمانوں کے حقوق دینے کی تعلیم دی۔ مگر ساتھ ساتھ منافقین کے تعلق سے یہ بھی فرمادیا کہ منافقین دوزخ کے آخری حصہ میں رہیں گے۔

اس تشریح کو سامنے رکھکر ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں اور جو مسلمان کلمہ پڑھتے اور ایمان کا دعویٰ کرتے اور اسلام کی بنیادو اساس اور Base کو مانتے ہیں اگر وہ شرک میں گرفتار ہیں تو انکی اصلاح کرنے والے انکو لفظ مشرک یا کافر سے پکارتے اور کافر اور مشرک کے فتوے دیتے ہیں۔ یہ طریقۂ اِصلاح غلط ہے۔ اگر غور کیا جائے تو قرآن مجید نے نفس کی اطاعت کرنے کو بھی شرک بتلایا ہے اور ریا کاری کو بھی شرک بتلایا گیا۔ اب اگر نفس کی اطاعت میں گرفتار انسانوں کو مشرک کہا جائے تو شاید اصلاح کرنے والے بھی اس سے محفوظ نہیں رہینگے۔ دنیا میں کئی مسلم ممالک ہیں اور تقریباً ہر زمانے میں جب بھی مسلمانوں کو زمین پر اقتدار اور حکومت ملی انھوں نے قرآن مجید پر ایمان رکھکر بھی خدا کے قانون کو زمین پر نافذ نہیں کیا۔ بلکہ قرآن مجید کو مانتے ہوئے انسانی قانون اور ضابطوں پر حکومت چلائی اور آج بھی مسلم حکومتوں میں اسلامی قانون نافذ نہیں اور تقریباً تمام مسلم ملکوں میں عدالت، تجارت، سیاسی، تعزیراتی اور تمدنی قانون غیر اسلامی ہے اور لوگ غیر اسلامی قانون کے تحت زندگی گذار رہے ہیں۔ صرف چند عبادات میں اسلامی قانون کو اختیار کئے ہوئے ہیں تو ایسی صورت میں تمام مسلم ممالک کے مسلمانوں کو اور انکی حکومتوں کو کیا کہیں گے؟ کیا تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر اور مشرک کا فتویٰ لگادیں گے؟ اگر ایسا ہوا تو پھر کوئی بھی مسلمان باقی نہیں رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد شاید ہی مسلمانوں نے دنیا کے کسی ملک یا علاقے میں صحابہ جیسی حکومتیں قائم کی ہوں اور قرآن مجید کے قانون کو زمین پر لاگو کیا ہو۔

قرآن مجید نے مختلف انسانوں کی بیماریوں کا ذکر کر کے انکی درجہ بندی کی اور انکو انکی خرابیوں اور بیماریوں سے آگاہ کرایا اور احساس دلایا کہ وہ کس حدتک گمراہ ہو چکے ہیں۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی حکمت و مصلحت سامنے رکھکر اصلاح کا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے اور کلمہ گو مسلمانوں کو احساس دلانا چاہئے کہ وہ دولت ایمان اپنے پاس رکھتے ہوئے ایمان کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کس حدتک اپنے ایمان میں شرک اور کفر کی غلاظت ملا رہے ہیں اور بے شعوری اور غفلت میں شرک و کفر کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ فلاں فلاں عقیدہ اور عمل کی وجہ سے شرک اور کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں اور اپنے آپکو غیر شعوری طور پر کلمہ پڑھ کر بھی شرک کر رہے ہیں

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مشرکین عرب کے ساتھ ساتھ آسمانی مذاہب کے ماننے والوں کے عقائد بہت خراب ہو چکے تھے' توحید کا صحیح تصوّر ان کے پاس سے مٹ چکا تھا اور وہ مشرکانہ عقائد اور فکر ہی کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے۔ حق کے مقابلے کافروں اور مشرکوں کی تائید کرتے اور انکا ساتھ دیتے مگر پھر بھی یہود و نصاریٰ کو قرآن نے مشرک کہہ کر نہیں پکارا۔ مگر اسکے ساتھ ساتھ انکو مسلمان ہونے اور ایمان والا ہونے کو بھی نہیں مانا اور انکو صاف صاف تعلیم دی کہ وہ حقیقی مومن اُسی وقت بن سکتے ہیں کہ جب صحابہ جیسی فکر اور عمل کو اختیار کریں۔ اسی طرح سورہ حجرات میں عرب کے بدوؤں کو باوجود یہ کہنے کہ ایمان ابھی انکے حلق سے نیچے نہیں اترا' تم یہ مت کہو کہ ایمان لائے' بلکہ یہ کہو کہ (سیاسی) اطاعت قبول کئے ہو۔ پھر بھی انکے لیے مشرک اور کافر کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ اسلیے موجودہ زمانے میں اصلاح کرنے والے لوگ اگر قرآن مجید کے طریقۂ کار پر نظر رکھیں تو وہ انسانوں کو انکے شرک اور کفر سے بہت جلد نکال سکتے ہیں اور انکی اصلاح کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو کافر اور مشرک کے الفاظ استعمال کرنے سے مسلمان توحید سے مزید دور ہو رہے ہیں اور اپنے شرکیہ عقائد و اعمال پر ضد کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔ تمام انسانوں کو ایک ہی درجہ اور مقام اور صف میں لاکر اصلاح کا طریقہ اختیار کرنا قرآنی طریقہ کار نہیں۔ مسلمانوں میں جو لوگ بھی شرکیہ عقائد و اعمال میں مبتلا ہیں ان میں دانستہ اور جان بوجھ کر' دل کی رضامندی کے ساتھ شرک کرنے والے بہت کم ہیں۔ ان میں کی اکثریت روایتی' خاندانی' بے شعوری' نسلی' تقلیدی طور پر عمل کرنے والوں کی ہے۔ وہ اللہ

تعالٰی کے سوا کسی کو الٰہ نہیں کہتے اور نہ مانتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں قرآن مجید کو گرچہ پڑھتے سمجھتے نہیں مگر اللہ کی کتاب مانتے اور اس پر ایمان رکھتے اور احترام کرتے ہیں۔اسکی بے حرمتی کو برداشت نہیں کرتے۔کبھی کبھی نمازیں بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھتے اور رمضان کے روزہ تو تمام مسلمان ان پڑھ،غریب،امیر سب ہی بڑے اہتمام سے رکھتے ہیں اور لاکھوں روپیہ خرچہ کر کے مجاہدہ کر کے حج بھی کرتے ہیں۔جب اسلام پر یا دنیا کے کسی حصے میں مسلمانوں پر تکلیف آتی ہے تو وہ بھی غم اور تکلیف محسوس کرتے اور انکے لُٹنے پٹنے پر جان ومال سے مدد بھی کرتے ہیں۔بار بار فسادات کی وجہ سے اپنے شوہر اور بیٹا بیٹی دوکان مکان کے ضائع یا قتل ہوجانے کے باوجود وہ اسلام سے نہیں ہٹتے۔چاہے کتنی ہی تکلیف و پریشانی آجائے، وہ مسلمان بن کر ہی زندگی گذارنا چاہتے ہیں انکو اسلام سے اور مسلمانوں سے پوری ہمدردی اور محبت ہوتی ہے۔غلطی صرف طریقہ تعلیم کی ہے۔ہم نے نبوت والی تعلیم کو رٹا دینے کا طریقہ رواج دیا ہے۔چنانچہ انکو صرف روایتی اور رواجی انداز میں چند مخصوص چیزوں کو رٹا دیا جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ شعور سے خالی ہوتے ہیں غلطی اس بات کی ہے کہ توحید کی صحیح تعلیم نہ دینے اور شرک کی حقیقت کو نہ سمجھانے کی وجہ سے انکے ہانکنے والوں کی گمراہ تعلیمات نے انکو بے شعوری میں شرک اور کفر سے چمٹا رکھا ہے۔انکو مخلوق کے مقابلے میں خدا کا جیسا تعارف ملنا تھا نہیں ملا۔اسلیے وہ خالق سے زیادہ مخلوق سے چمٹے ہوئے رہتے ہیں۔مگر اسکے باوجود جب بھی انکو شرک اور کفر کی تفصیل کھلے طور پر سمجھائی جاتی ہے اور توحید کی حقیقت بتلائی جاتی ہے تو ہزاروں لوگوں نے توبہ کی اور کر رہے ہیں۔اور اپنے شرکیہ عقائد و اعمال کو چھوڑ رہے ہیں۔اسلیے ضروری ہے کہ توحید کے نام پر معرفت الٰہی کی تعلیم کو ہماری بنیادی دینی تعلیم میں عام کیا جائے اور لوگوں کو مشرک کہنے کے بجائے تعلیم کے طریقہ کار میں تبدیلی لائی جائے۔موجودہ زمانے میں جو دینی تعلیم دینے کا طریقہ ہے وہ ناقص ہے اس سے کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہو پا رہا ہے۔ **لاالٰہ الا اللّٰہ** توحید کا ایک عظیم الشان کلمہ ہے اسکو رٹا کر بغیر سمجھائے یاد دلانے کا نام ایمان نہیں اور نہ نبوت والی تعلیم کو گائے،بیل،بھینس کو جسطرح موٹی موٹی لکڑیوں سے مار مار کر ہانکا جاتا ہے اُسی طرح نبوت والی تعلیم بچوں کو دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔توحید دین کا مغز اور خلاصہ ہے۔توحید نہ ہو تو دین باقی

نہیں رہتا' اسلیے اس تعلیم کو لوگوں کے قلوب میں اتارنے کا طریقہ سیکھئے۔ یہود و نصاریٰ اپنی مذہبی تعلیم نونہالوں کو اسطرح سے رٹا کر اور مار کر نہیں دیتے اور نہ وہ اپنے اندر کے فرقوں کو غیر عیسائی کہہ کر دور کرتے ہیں' وہ باقاعدہ بائبل اسٹڈی کے نام پر ہر اتوار عورتوں اور مردوں کو جمع کر کے تعلیم چرچ میں دیتے ہیں۔ افسوس ہم حق پر ہوتے ہوئے اپنی مذہبی تعلیم کو لوگوں کے دلوں میں اتارنے کا طریقہ ہی نہیں جانتے اور صرف مسائل اور اعمال کی تعلیم دے کر سمجھتے ہیں کہ لوگ ایمان سے واقف ہو گئے۔ صرف مسائل اور اعمال کی تعلیم دینے سے ایمان کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ مسائل اور اعمال کی تعلیم دے کر لوگوں کو مشرک کا فتویٰ دینا یہ انصاف نہیں زیادتی ہوگی۔ ظلم ہوگا

توحید کا قرآنی تصوّر

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَفِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (المائدہ)

اور جو کوئی ایمان کی باتوں کا انکار کیا تو اسکا ہر عمل ضائع گیا اور وہ روز آخرت خسارہ اٹھانے والوں میں ہوگا۔

توحید کو قبول کرنے کیلئے توحید کے مکمل قرآنی تصوّر کو اچھی طرح سمجھنا اور ذہن نشین کرنا ہوگا۔ اس میں اِفراط وتفریط سے بچنا ہوگا۔ اگر انسان توحید' شرک' کفر کی تفصیل سے واقف نہ رہا تو انجانے پن' غفلت اور غیر شعوری طور پر شرک وکفر میں مبتلا ہوسکتا ہے اور اسکا ایمان خالص نہیں رہتا اور اسکا شرک سے واقف نہ رہنے کی وجہ سے توحید پر بھی باقی رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خالص توحید پر باقی رہنے کیلئے شرک اور کفر سے واقف ہونا بہت ضروری ہے' ورنہ انسان ایمان سے خارج ہو کر مشرک بن جاتا ہے۔ اسلیے ضروری ہے کہ خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی توحید' شرک اور کفر کی تفصیل اچھی طرح سمجھایئے۔

ایمان کا مطلب اور اسکے تقاضے

اللہ تعالیٰ کو ذات' صفات' حقوق واختیارات میں ایک اور اکیلا ماننا توحید ہے۔ خالص توحید پر زندگی گذارنے والوں کو مومن' مسلم اور موحد کہتے ہیں۔ جو موحد ہوگا وہ ایمان والا کہلائے گا۔ جب انسان پر توحید کا رنگ چڑھتا ہے تو وہ تمدنی اور معاشرتی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا رنگ اختیار کرتا اور توحید ہی کی روشنی میں زندگی گذارتا ہے۔ ایک طرف وہ مصلیٰ پر بیٹھ کر اپنے مالک سے تعلق جوڑتا ہے اور سر

سے لیکر پیر تک اپنے آپکو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگا تا ہے' تو دوسری طرف اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کا تعارف کروا کر اللہ تعالیٰ کی طرف بُلا تا ہے اور پھر خلیفہ کی حیثیت سے زمین پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو قائم و نافذ کرتا ہے اور زندگی کے ہر شعبے ہر قدم میں مخلوقات کی بڑائی کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو قائم کرتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا اور ہر چیز سے محبت واطاعت اللہ تعالیٰ کی محبت واطاعت کے تحت کرتا ہے۔

اسکے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات' اختیارات اور حقوق میں ایک اور اکیلا نہیں مانتے اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھراتے ہیں وہ گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں انکو مشرک اور کافر کہا جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہیں گے اور سخت دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے نجات صرف ایمان والوں کی ہی ہوگی۔

ایمان دراصل نام ہے یقین کی کیفیت کا اور یقین کا دارومدار پورا کا پورا فکر اور خیالات پر ہوتا ہے۔ جیسی فکر اور خیالات ہوں گے ویسا ہی عقیدہ بنے گا اور جیسا عقیدہ بنے گا ویسا ہی ایمان وجود میں آئے گا۔ اگر فکر اور خیالات میں کمزوری اور شک ہو تو عقیدہ میں بھی کمزوری اور شک ہوگا اور فکر وخیالات میں مضبوطی اور پختگی ہو تو عقیدہ میں بھی مضبوطی اور پختگی ہوگی اور اگر خیا لات وفکر غلط ہوں تو عقیدہ بھی غلط ہوگا۔ مثلاً چاقو کاٹتا ہے۔ بجلی سے شاک لگتا ہے۔ آگ جلاتی ہے، پانی ڈبوتا ہے۔ جب یہ یقین اور عقیدہ ہوتا ہے تو اسی عقیدہ کے تحت ایک انسان نہ آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے اور نہ چاقو کا غلط استعمال کرتا ہے اور نہ بجلی کے کھولے تاروں کو ہاتھ لگاتا ہے۔ اور نہ پانی میں کودتا ہے۔ اسلئے کہ اسے پختہ اور کامل یقین ہوتا ہے کہ وہ ان چیزوں سے جل جائیگا یا ڈوب جائیگا یا کسی کا قتل ہو جائیگا۔ زرا غور کیجئے چاقو پر ایمان، آگ پر ایمان، بجلی پر ایمان اور پانی پر ایمان کی وجہ سے ہم انکی صفات کا کامل یقین رکھتے اور ان سے اسی طرح کا فائدہ اٹھاتے ہیں جو انکی صفات ہیں۔

اب ذرا یہ غور کیجئے کہ جب ہم ایمان باللہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنا تعارف کروایا اور اپنی صفات سے واقف کروایا اور حضور ﷺ نے ہم کو توحید کی مکمل تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا اور تمام کائینات کا خا

لق،رب،حاکم،قادر،رزاق،رحمٰن و رحیم ہے ۔اللہ تعالیٰ ہی اکیلا ہماری اور پوری کائنات کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔موت بھی اسی کے حکم سے آتی ہے ۔ پیدائش بھی اسی کے منشاء کے متابق ہوتی ہے،صحت وتندرستی اور بیماری بھی اسی کی مرضی سے آتی ہے نفع ونقصان کا وہی دینے والا ہے عزت وذلت،کامیابی وناکامی،خوشی وغم سب اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ اگرکسی کو فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی روکنے والانہیں وہ اگرکسی کونقصان پہچائے تو کوئی بچانے والا نہیں۔وہ اگرکسی کو ذلیل کرنا چاہے تو کوئی بچانہیں سکتا۔وہ اگرکسی کوعزت دینا چاہے تو کوئی ذلیل نہیں کرسکتا۔اولاد،رزق،نوکری وتجارت مشکلات سے دوری بیماریوں سے شفاءسب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔شراور خیرسب کچھ اسی کی مرضی سے ہے۔انسان کے مچدرمیں جو پریشانیاں اورکالحیف ہیں وہ آکررہس گے۔اب اگرایک انسان اللہ تعالیٰ پرایمان کا داعوالکرتے ہوئے اسکی صفات کوجان کربھی مخلوقات سے روٹی روزی،بیٹابیٹی،صحت وتندرستی ڈمشکلات سے نجات،بیماریوں سے شفاءاورمسائل کاحل مانگے اورمصیبت وپریشانیوں کومخلوقات کی طرف منصوب کرے تو کیا یہ ایمان صحیح ہے؟ کیا اس کواللہ کو ماننا اورایمان لانا کہیں گے؟ انسان کا عقیدہ فکراورخیالات جیسے ہوں گےعمل بھی اسی طرح کا بنا گا۔یساہرگزنہیں ہوتا کہ اندردل میں ایمان ہواور باہرجسم سے شرک نکلے۔اندرہوگا وہی باہرظاہرہوگا۔اگرانسان یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنی ذاتی محنتوں اورکوششوں سے دولت جمع کیاہوں اور یہ میری محنت کانتیجہ ہےتو یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔لئے کہ دنیاء میں ہرزاوروں صلاحیت والے بیروزگاراورغیب ہیں اگراانسا کی ذاتی صلاحیتوں سے دولت ملتی ہوتی تو ہر پڑھالکھاڈگری اورصلاحیت والادولت منداورروزگار سے لگاہواہوتارہرانپڑ بے پڑھالکھا غریب اورمفلس ہوتااسی طرح اگرکوئی یہ کہے کہ مجھے فلاں ٹاڈاکٹریادواسے شفاءہواہےتو یہ بھی ایک شرک ہے۔اسلئے کہ ڈ،اکراوردوامیں شفال دحنےجکی طاقت ہوتی تو ہردوا کیااستعال کرنے والااچھاہوجاتاس مریضوں میں سے آٹھ اچھےجھوتے اوردومرکیوں جاتے ہیں؟ جبکہ مرنے والےبھی وہی دوااستعال کرگئے۔جب ہم اللہ تعالیٰ کوربو رزاق مانتے ہیں تو یہ ہماراعقیدہ اورایمان ہوگا۔نانچہ ہماراعمل بھی اسی عقیدہ کےتحت کام کرے گا ۔ہم اپنی تمام ضرورتوں وحاجتوں میں اللہ تعالیٰ ہی کےطرف رجوع ہونگے۔جب ہم اللہ تعالیٰ

ہی کو شفا دینے والا مانتے ہیں تو یہ ہمارا عقیدہ ہوگا اور ہم بیماریوں میں دوا اور ڈاکٹر پر نہیں اللہ اعالٰی پر نظر رکھیں گے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ ہی کو اولاد دینے والا مانتے ہیں تو یہ ہما تا عقیدہ اور ایمان ہو گا اور ہہم اسی سے اولاد مانگیے گے۔ ب ہم اللہ تعالی کو کامیابی اور ناکامی دے نے جوالا مانتے ہیں تو یہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہوگا اور ہم کامیابی حاصل کرنے کیلئے اور ناکامی سے بچنے کیلئے اسی سے دعاء کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے اس کی صفات پر کامل یقین نہ ہو یا کوئی شک ہو تو پھر یہ ماننا ایمان نہیں کہلاتا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب

یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں' وہ اپنی ذات وصفات حقوق واختیارات میں واحد یکتا' تنہا اور اکیلا ہے اور ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے' وہی ہر چیز کا خالق' رب' حاکم وقادر اور پوری کائنات کے ذرہ ذرہ کا مالک بھی ہے' وہی اکیلا حمد وشکر اور عبادت کے لائق ہے۔ نماز' روزہ' دعا' خوف ورجا' ذلت وعاجزی' سب اُسی کیلئے ہے۔ نماز بھی اُسی کیلئے پڑھی جائیگی' روزہ بھی اُسی کیلئے رکھا جائیگا حج' عمرہ اور طواف بھی اُسی کیلئے کیا جائیگا' دعا اور فریاد بھی اُسی سے کی جائیگی' خوف اور امید بھی اُسی سے رکھی جائیگی' ذلت' عاجزی اور بے بسی کا اظہار بھی اُسی سے کیا جائیگا۔ اسکے علاوہ کسی کی عبدیت وبندگی اور غلامی نہیں کی جائیگی اسطرح اللہ کو ماننے سے توحید کی تمام قسمیں آجاتی ہیں یعنی ۱) توحید اسماء وصفات ۲) توحید ربوبیت اور ۳) توحید الوہیت۔

دنیا کے اکثر انسان اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر پہچانتے نہیں

اللہ تعالیٰ پر ایمان صرف اس بات پر نہیں کہ خدا موجود ہے اور صرف اس بات پر نہیں کہ وہ ایک ہے بلکہ اس بات پر بھی ہے کہ وہی تنہا اس کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا خالق' مالک' رب' حاکم وقادر سمیع وبصیر اور علیم وخبیر ہے۔ اسکی مثل اور مثال نہیں۔

انسانوں کی ایک کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کو تقلیدی طور پر مانتی تو ضرور ہے مگر پہچان نہ رکھنے کی وجہ سے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گندہ اور ناپاک عقیدہ رکھتے اور شرک میں مبتلا ہوتے

ہیں۔دنیا کی تمام قومیں اللہ تعالیٰ کوکسی نہ کسی نام سے تو ضرور مانتی ہیں اوراللہ تعالیٰ کا موجود ہونا تو انکی سمجھ میں آسانی سے آتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے اورمخلوقات میں اللہ تعالیٰ جیسے افعال وصفات نہیں یہ انکی سمجھ میں نہیں آتا۔یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کئے اور گمراہی میں مبتلا رہے اور ہر زمانے میں پیغمبر آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وجود کے ساتھ ساتھ شرک نہ کرنے کی تعلیم دی اور انسانوں کوشرک اور کفر سے پاک کیا اور اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لانے اور خالص توحید اختیار کرنے کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے خالص ایمان باللہ باقی نہیں رہتا۔

صحیح عقائد اور شرکیہ عقائد کو سمجھنے کا آسان طریقہ

جو انسان پیغمبر کی تعلیمات کے خلاف اپنی عقل وفہم سے اللہ تعالیٰ کا تصوّر قائم کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفات وکمالات کو مخلوقات کی طرف بھی منسوب کرتے اور مخلوقات کی خامیوں اور خرابیوں کو اللہ تعالیٰ سے چسپاں کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غلط تصوّر اور عقیدہ پیدا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق مخلوقات کو دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں مخلوق کوشریک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کو بھی الہ مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خیالی تصویر بناتے ہیں۔ یہ سب شرکیہ عقائد ہیں۔اسکے برعکس مسلمان اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی خرابیوں اور نقائص سے پاک مانتا اور اللہ تعالیٰ ہی کو اکیلا خوبیوں اور کمالات والا مانتا اور مخلوقات میں اللہ تعالیٰ جیسی خوبیوں اور کمالات کی نفی کرتا اور اللہ تعالیٰ کی دل میں بھی کوئی فوٹو اور تصویر نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق مخلوق کو نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں دوسروں کو شریک نہیں کرتا۔ جسطرح اسکو ذات میں یکتا اور تنہا مانتا ہے اُسی طرح حقوق، اختیارات اور صفات میں بھی یکتا اور تنہا مانتا ہے۔غیر مسلم اللہ کو مانتے ہوئے غیروں کو بھی الہ مانتا ہے ۔مومن اللہ ہی کو مانتا ہے کسی دوسرے کو الہ نہیں مانتا۔اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا (الحجرات ۱۵) ترجمہ: حقیقی مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اسکے رسول پر اور پھر شک میں مبتلا نہ ہوئے۔

مسلمانوں کو اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے

دنیا کی اس زندگی میں انسانوں کی کامیابی کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ وہ شرک اور کفر سے بچ کر توحید کو اختیار کریں اور اپنے فکر و خیال، قول و عمل سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا ثبوت پیش کریں اور اپنے طور طریقوں سے یہ ثابت کریں کہ انکے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور حقوق واختیارات میں کسی غیر کی شرکت کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں ہے۔ شرک انسان کے تمام اچھے اعمال کو ایسا ہی مٹا دیتا ہے جیسے آگ چیزوں کو جلا دیتی ہے۔

مسلمانوں کی کثیر تعداد دین واسلام کے بارے میں بے شعور ہے اور وہ توحید کی حقیقت کو جانے بغیر بے شعوری، تقلیدی، نسلی اور خاندانی، روایتی طور پر اسلام پر زندگی گذار رہی ہے۔ انھیں یہی نہیں معلوم کے کفر اور شرک کسے کہتے ہیں؟ اور کن کن راستوں سے شرک اور کفر ہوتا ہے؟ توحید کی حقیقت کیا ہے؟ چنانچہ توحید باری تعالیٰ سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو انکے گمراہ اور بے دین علماءِ سُو رات دن انکو خدائے بزرگ سے توڑ کر مخلوقات سے جوڑتے اور انکو شرکیہ عقائد واعمال کی تعلیم دیتے اور ان سے شرکیہ افعال واعمال ہی کرواتے ہیں۔ مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات غلط طور سے بٹھا دی گئی ہے کہ صرف بت پرستی کرنا شرک ہے۔ چنانچہ علامہ الطاف حسین حالی اپنے زمانے میں یہ اشعار کہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں — نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں — مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

چنانچہ مسلمانوں کی اکثریت کے عقائد اتنے خراب ہونے کے باوجود انکی اصلاح کرنے والے علماء انکو یہ احساس دلاتے اور یہودیوں کی طرح خوش فہمی میں مبتلا کرواتے ہیں کہ

تم اللہ کے چہیتے پیغمبر کے امتی ہو۔ جہنم تمھارے لیے نہیں تم جنت کے حقدار ہو۔ اعمال اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ بزرگان دین تمھاری بخشش کروالیں گے۔

ذرا غور کیجیئے جن عقائد و اعمال کی بنیاد پر غیر مسلموں کو جہنم کا ایندھن بنادیا جائے گا۔ کیا ان ہی عقائد و اعمال کی وجہ سے بے شعور، پیدائشی، نسلی، خاندانی، مسلمانوں کو جنت کا حقدار بنایا جائے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ نعوذُ باللہ ظالم اور ناانصاف ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ سے ظلم اور ناانصافی کا تصوّر کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو خوب انصاف کرنے والا ہے وہ عادل ہے۔ اس نے اپنے بندوں کو ہدایت دینے کیلیئے قرآن وسنت کی تعلیم کو قیامت تک محفوظ کیا ہے۔ اس نے کھلے طور پر اپنے نبی کے ذریعہ یہ تعلیم دی ہ یکہ (سورہ المائدہ پارہ ۲۹) ''بلاشبہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں (مشرکوں) کیلیئے کوئی مددگار نہیں ہوگا''۔

حضرت ابوذر غفاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور مجھے خوش خبری دی کہ آپکی امت میں جو شخص اس حال میں انتقال کرے گا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراتا ہوگا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے تو آپ نے فرمایا ہاں! اگرچہ زنا کرے، چوری کرے (صحیح مسلم) اس حدیث میں توحید کی عظمت اور فضیلت بتائی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رُسل کو دنیا میں اسلیے بھیجا کہ وہ انسانوں کو مخلوق پرستی سے کاٹ کر خالق سے جوڑیں اور لوگوں کو شرک اور کفر کی گندگیوں سے بچائیں۔ ہر انسان جسکا عقیدہ اور عمل انبیاء کی تعلیمات کے مطابق ہوگا وہی لوگ کامیاب ہوں گے چاہے انکا تعلق کسی قوم، کسی قبیلے، کسی طبقے، کسی نسل اور کسی خاندان اور کسی ملک سے کیوں نہ ہو۔

میں ہی اول ہوں میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ بائیبل: یسعیاہ (۴۴۔۶)

تیرے درمیان کوئی غیر معبود نہ ہو اور تو کسی غیر معبود کو سجدہ نہ کرنا۔ خداوند تیرا خدا میں ہوں۔ زبورا (۸۱۔۹)

اس کائنات کا راجہ (حاکم) ایک ہی ہے۔ رگ وید (۴۔۳۶۔۶)

تمام کائنات میں ایک عظیم لائق پرستش طاقت موجود ہے جسکا علم لامحدود ہے جو اس تمام کائنات کی قیوم ہے جتنی بھی مافوق العادات طاقتیں ہیں وہ سب ہی اس پر منحصر ہیں جیسے درخت کے تنے پر اسکی شاخوں کا انحصار ہوتا ہے۔ اتھر وید وہ پرماتما ہی اگنی، آدتیہ، وایو، چندرما، شنکر، برہما، آپہ اور پرجاپتی (رعایا کا آقا) وغیرہ نام اختیار کرتا ہے۔ یجر وید (۱/۳۱)

توحید باری تعالیٰ

شَہِدَاللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (آل عمران ۱۸) ترجمہ: اللہ نے خوداس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں۔

لغت میں توحید کے معنیٰ ہیں ’’کسی چیز کو واحد ماننا۔ شرعی اعتبار سے توحید کا مفہوم ہے‘‘ اللہ تعالیٰ ہی کو اسکی ذات‘ صفات‘ حقوق واختیارات میں واحد‘ یکتا اور تنہا ماننا۔

توحید باری تعالیٰ کی قسمیں (علمی زبان میں)

۱) **توحید اسماء وصفات** ۲) **توحید الوہیت** ۳) **توحید ربوبیت**

اسکو آسان اور عام فہم زبان میں یوں کہیں گے۔ ۱) توحید ذات ۲) توحید صفات ۳) توحید الوہیت یعنی توحید عبادت یا توحید حقوق ۴) توحید ربوبیت یعنی توحید اختیارات

توحید ذات یا ذات میں شرک کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کو اسکی ذات میں واحد‘ یکتا اور تنہا ماننا اور اسکے علاوہ اس جیسا‘ اسکی مثل‘ کسی دوسرے کو نہ ماننا اور اسکو اہل وعیال اور خاندان سے پاک ماننا یہ سب توحید ذات ہے۔

اسکے برعکس اللہ تعالیٰ کی خیالی فوٹو اور تصویر بنانا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ کئی خداؤں کو ماننا اور اللہ تعالیٰ کو بیٹا، بیٹی اور خاندان والا سمجھنا اور کسی کو اسکا اوتار ماننا، یہ سب ذات میں شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ذات میں اکیلا اور یکتا مانا جائے

اس سے پہلی کتاب تعلیم الایمان ’’ایمان باللہ‘‘ کے دوسرے حصے ’’اللہ پر خصوصی معلومات‘‘ میں ہم مختصر انداز میں سمجھا چکے ہیں کہ ذات‘ صفات‘ حقوق واختیارات کسے کہتے ہیں؟ توحید کا پہلا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسکی ذات میں واحد‘ یکتا‘ تنہا اور اکیلا مانا جائے۔ مشرکانِ مکّہ دیوی دیوتاؤں اور انکی آل اولاد کے ترانہ گاتے تھے۔ جب انکو خدائے بزرگ کو واحد ماننے کی دعوت دی گئی تو انہوں نے سوال کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس خدا کی طرف دعوت دے

رہے ہیں۔اسکا حسب نسب اور خاندان کیا ہے؟ قرآن مجید نے ذات باری تعالٰی کو بہت ہی آسان سیدھے سادھے تصوّر کے ساتھ عمدہ اور جامع طریقے پر سورہ اخلاص میں سمجھایا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد " o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَد " o

کہہ دو اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے اور سب اسکے حاجت مند ہیں نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اسکو کسی نے جنا ہے اور نہ کوئی اسکا ہمسر ہے۔

یہ سورہ گرچہ بہت چھوٹی ہے لیکن اسلامی توحید کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔اسی لیے اسکو ایک تہائی قرآن کہا گیا ہے۔ یہ سورہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالٰی کے کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ کسی نے اسکو جنا ہے کیوں کہ جو جنا جاتا ہے وہ مرتا بھی ہے اور جو مرتا ہے وہ اپنے وارث اور جانشین بھی چھوڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کیلئے نعوذ باللہ نہ موت ہے،نہ اسکا کوئی جانشین ہے،نہ کوئی اسکا ہمسر ہے۔ نہ اسکا کوئی خاندان اور قبیلہ ہے، مخلوقات کی طرح اسکا نہ حسب نسب ہے اور نہ ذات و برادری۔ وہ ایک ہے، اکیلا ہے، یکتا اور تنہا ہے نہ جنا گیا اور نہ پیدا کیا گیا۔ وہ ہر حاجت، ضرورت اور مدد سے بے نیاز ہے اول بھی وہی ہے، آخر بھی وہی ہے، ظاہر بھی وہی ہے، باطن بھی وہی ہے۔ سورہ جن آیت ۳ تا ۵ میں بھی اسکے یہ اوصاف بتائے گئے ہیں۔ ''ہمارے پروردگار کی شان بہت بڑی ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا ہے اور نہ اولاد اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کرتے تھے اور ہمارا (پہلے) یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ بات نہ کہیں گے۔'' دنیا کی غیر مسلم قومیں سب کی سب تقریباً اللہ تعالٰی کے وجود کو مانتی ہیں مگر پہچانتی نہیں جسکی وجہ سے وہ اللہ تعالٰی کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شرک کرتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالٰی کی صحیح پہچان کے نہ حاصل کرنے کی وجہ سے ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم میں سینکڑوں خدا مانے جاتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی فرقہ میں کئی کئی خدا مانے جاتے ہیں۔ جسکی وجہ سے ایک فرقہ کا خدا دوسرے فرقہ کے خدا سے الگ ہو گیا۔ ہر ذات اور برادری کے خدا کی شکل و صورت الگ الگ ہو گئی۔ ہر ایک کا معبود دوسرے کے معبود سے نہیں ملتا۔ دنیا کے مختلف حصوں میں گمراہی کا یہ حال ہے کہ لوگ خدا کو گرچہ مانتے تو ضرور ہیں مگر ایک ملک والوں کا خدا دوسرے ملک والوں کے خدا سے مختلف ہو گیا اسلام کے سوا کسی مذہب میں خدا کا صحیح تصوّر نہیں۔

اللہ تعالیٰ کو صفات میں اکیلا اور یکتا ماننا

توحیدِ صفات یا صفات میں شرک

صفات دو قسم کی ہوتی ہیں اچھی اور پاکیزہ صفات اور بُری، نقص عیب والی صفات، بُری نقص اور عیب والی صفات سے مراد ظلم، جہالت، نیند، اونگھ، تکان، موت، غفلت، بھول، ناانصافی تعصب، غصہ وغیرہ۔ اچھی صفات سے مراد پرورش کرنا، محبت کرنا، رحم کرنا، معاف کرنا، انصاف وعدل کرنا، غیب کی خبر رکھنا وغیرہ۔

توحید صفات:- توحید فی الصفات میں لازمی ہیکہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی بُری، خراب، نقص اور عیب والی صفات سے پاک اور منزّہ (صاف ستھرا پاکیزہ) مانا جائے اور تمام اچھی صفات کمالیہ، صفات حسنہ اور صفات پاکیزہ سے متصّف (حامل) مانا جائے۔ مثلاً رب، خالق، حاکم، قادر، رحمٰن، رحیم، سمیع، بصیر، علیم وخبیر وغیرہ یہ تمام صفات سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی میں نہیں۔

نقائص سے پاک ماننا اور اچھی صفات والا اللہ تعالیٰ کو ماننا ان دونوں باتوں میں وہی اکیلا، یکتا اور تنہا ہے۔ اسکے علاوہ کائنات میں کوئی دوسرا ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تمام نقائص اور خرابیوں سے پاک ماننا اور تمام صفات کمالیہ اور صفات حسنہ سے متصف ماننا توحید صفات ہے

صفات میں شرک:- اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی مخلوق میں ماننا شرک فی الصفات ہے یا کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں شریک اور ساجھی سمجھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک فی الصفات ہے مثلاً کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ مشکل کشا، حاجت روا، غیبی علم کا جاننے والا، فریاد رسی کرنے والا، دعائیں سننے والا، بغیر اسباب کے سننے اور مدد کرنے والا، بیماریوں سے شفا دینے والا، بلاؤں کو دفع کرنے والا، روزی روزگار یعنی رزق کا دینے والا سمجھنا، مسائل کا حل کرنے والا سمجھنا، موت وحیات دینے والا سمجھنا، اولاد کا دینے والا سمجھنا، کامیابی دینے والا سمجھنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے اور اسکو شرک فی الصفات کہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

اللہ تعالیٰ کو عبادت میں اکیلا اور یکتا ماننا

يٰقَوْمِ اعْبُدُ وا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (اعراف ۷۳)

اے قوم کے لوگو! اللہ ہی کی بندگی کرو اسکے سوا کوئی تمھارا الٰہ نہیں۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (سورہ بنی اسرائیل ۲۳)

ترجمہ: آپکے رب کا قطعی فیصلہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرو اسکے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ (سورہ حم السجدہ آیت ۳۷)

ترجمہ: نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔

توحید عبادت یا توحید حقوق

یا پھر عبادت میں شرک یا حقوق میں شرک

توحید الوہیت کو سیدھی سادی آسان زبان میں توحید عبادت یا توحید حقوق کہتے ہیں۔ یعنی صرف یہ عقیدہ رکھا جائے کہ معبود اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسکے سوا کسی دوسرے کی عبادت وبندگی نہیں کی جاسکتی۔ جسکا ہم کلمہ طیبہ میں اقرار کرتے ہیں کہ ''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے'' عبادت کی تمام قسمیں صرف اُسی کے لیے خاص ہیں اور بندے کا فریضہ ہے کہ وہ صرف اُسی کی عبادت کرے۔ انسان کی زندگی کا مقصد بھی یہی ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کو یہی نہیں معلوم کے وہ بحیثیت بندے ہونے کے ان پر اپنے مالک کے کونسے کونسے حقوق عائد ہوتے ہیں اور توحید عبادت دراصل کیا ہے اور اسکی کون کون سی قسمیں ہیں؟ اگر انھیں عبادت کی قسمیں بتلائی جائیں تو وہ یہ حق صرف اپنے مالک ہی کو دینگے۔ عبادت کے لغوی معنٰی انتہاء درجہ کا عجز وتذلّل ذلت وعاجزی اور خشوع وخضوع اختیار کرنا ہے یعنی عبادت میں ذلت اور محبت دونوں شامل ہیں۔ عبادت دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بے انتہاء محبت کے ساتھ بیحد ذلت ونرمی عاجزی اختیار کی جائے۔ عابد کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو اور اللہ تعالیٰ اسکے نزدیک ہر چیز سے زیادہ بزرگ اعلیٰ اور عظیم ہو۔

شریعت میں عبادت کہتے ہیں اللہ کی اطاعت کرنے کو کہ ان احکام پر عمل کرے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل کیا ہے۔اسی طرح عبادت کی تعریف یہ بھی ہے کہ ہراس چیز کا نام عبادت ہے جسکو اللہ پسند کرتا اور اس سے راضی ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل میں کی جائے۔

عبادت کے ان لغوی مفہومات کو ذہن میں رکھکر توحید عبادت یہ ہوگی کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عاجزانہ خشوع وخضوع کے ساتھ بندگی کی جائے۔یعنی کمال خشیت وخضوع کے ساتھ ساتھ کمال محبت بھی ہے۔اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی میں اخلاص کامل ہو۔اس کا ادنیٰ سا حصہ بھی غیر اللہ کے لیے نہ ہو۔اسی توحید عبادت کی وجہ سے انسان صرف اللہ ہی کے لیے دوستی کرتا ہے اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کرتا ہے اور اللہ ہی کی محبت میں کچھ دیتا ہے اور اللہ ہی کے لیے کچھ دینے سے رُکے رہتا ہے۔مومن کی نماز' مومن کی قربانی' مومن کا جینا اور مومن کا مرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوگا۔اسکے دل میں خوف بھی صرف اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اسکی امیدیں اور بھروسہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے وابسطہ ہوتا ہے اسکا اعتماد وتوکل بھی اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے وہ اُسی کو مدد کیلئے پکارتا ہے اور دعا وفریاد بھی اُسی سے کرتا ہے۔حاجتوں اور ضرورتوں کو اُسی کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔نذر ونیاز بھی اسی کے نام کی دیتا ہے کسی اور کے نام پر نہیں دیتا۔اسی کی بندگی وغلامی کے لیے سر اور پیشانی اُسی کے سامنے جھکا دیتا اور جسم کے تمام اعضاء سے اُسی کی اطاعت وفرمابرداری کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ سب سے زیادہ عظیم کے سامنے سب سے زیادہ ذلیل یا تذلّل اختیار کرنا اسکے لیے باعث شرف' عزت اور موجب عظمت ہے اور اسے بہت بڑا اعزاز سمجھتا ہے۔چنانچہ عبادات کی قسموں کو الگ الگ ذہن نشین کرنے کیلئے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نماز بھی عبادت ہے' روزہ بھی عبادت ہے' حج بھی عبادت ہے' طواف بھی عبادت ہے' نذر ونیاز بھی عبادت ہے۔منت ومراد بھی عبادت ہے' اعتکاف بھی عبادت ہے' قربانی بھی عبادت ہے' سجدہ بھی عبادت ہے' رکوع بھی عبادت ہے' خوف رجاء' رغبت بھی عبادت ہے' خشیت بھی عبادت ہے' توکل بھی عبادت ہے' استغاثہ' دعا بھی

عبادت ہے' امید بھی عبادت ہے' محبت بھی عبادت کی جان ہے اخلاص بھی عبادت کی روح ہے خالص اطاعت وفرمانبرداری بھی عبادت ہے۔ غرض عبادت کی جتنی بھی شکلیں اور صورتیں ہیں وہ صرف اور صرف اللہ واحد کے لیے بجالانا توحید عبادت کہلاتا ہے اور یہ بندے پر اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں اگر وہ یہ حقوق غیر اللہ کو دے اور غیر اللہ کو بھی ان حقوق میں شریک سمجھے تو یہ حقوق میں شرک یا عبادت میں شرک ہوگا۔

تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر۔ بائیبل متیٰ (۴۔۱۰)

اے زمین کے سب رہنے والو تم میری طرف متوجہ رہو اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سواء کوئی نہیں۔ بائیبل یسعیاہ (۴۵۔۲۲)

تجھے کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرنی ہوگی وہ اسلئے کہ خدا جس کا نام غیور ہے وہ خدائے غیور بھی ہے۔ بائیبل خروج (۳۴۔۴)

تو ہر جگہ رہنے والا نور ہے۔ یجروید (۳۵۔۵) وہ پرمیشور ہمہ رخ ہو کر موجود رہتا ہے۔ یجروید (۸/۲۳/۴)

جو ایشور تمام عالم انسانی کا ایک ہی معبود ہے اُسی کی ان کلاموں کے ذریعہ سے خوب تسبیح کر۔ وہی سکھ کی بارش کرنے والا' قادر مطلق، مجسم حق' سب کچھ جاننے والا اور تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ رگ وید (۶/۲۲/۱)

انسانوں کی خوش الحانیوں میں وہی بولتا ہے' پرندوں کی آوازوں میں وہی چہچہاتا ہے۔ ترقی یافتہ انسانوں میں وہی ہنستا ہے۔ سخت گرج اور طوفان میں وہی غیظ وغضب کا اظہار کرتا ہے کرہ ساوی میں چاند' سورج اور ستاروں کو وہی دائمی مقام پر فائز کردیتا ہے۔ رگ وید (۱/۱۲۱/۵)

میرے ساتھ کوئی دیوتا نہیں۔ میں ہی مارتا میں ہی جلاتا ہوں میں ہی زخمی کرتا اور میں ہی صحت دیتا ہوں اور کوئی نہیں جو میرے ہاتھ سے چھڑا سکے۔ بائیبل یسعیاہ (۴۴۔۶)

تو بزرگ ہے اور عجیب وغریب کام کرتا ہے تو ہی واحد خدا ہے۔ زبور (۸۶۔۱۰)

اللہ تعالیٰ کو اختیارات میں اکیلا اور یکتا ماننا

توحید ربوبیت یا توحید اختیارات یا پھر ربوبیت میں

یا اختیارات میں شرک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ''ساری تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ جو تمام عالموں کا پروردگار ہے''۔

اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (الاعراف آیت ۵۴)

ترجمہ: سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہانوں کا۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَہُ الْمُلْکُ ط لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَج فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ (زمر ۶)

ترجمہ: ''بادشاہی اُسی کیلئے ہے کوئی معبود اُسکے سوا نہیں ہے پھر تم کدھر جا رہے ہو''۔

اسکے سوا کوئی رب نہیں رب کے لغوی معنی ہیں مالک اور پرورش کرنے والے کے۔ ساری مخلوقات کا وہ رب ہے اور تمام مخلوقات اسی کی تربیت اور پرورش کی محتاج ہیں۔ اُسی سے پرورش و ہدایت پاتی ہیں اور وہ ان پر ہر قسم کا اختیار رکھتا ہے رب کے آسان مفہوم کو ذہن میں رکھنے کیلئے اسکو یوں سمجھئے کہ ''رب'' اس ذات کو کہتے ہیں جو ہر مخلوق کی ہر عمر ہر گھڑی محبت کے ساتھ ہر ضرورت کو پورا کرتے ہوئے کمال تک پہنچائے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے' کوئی دوسرا نہیں جو ہر مخلوق کی ہر ضرورت کو ہر وقت پورا کر سکے۔ مثلاً دنیا میں پیدا کیا جانا انسان کی ایک ضرورت ہے اور دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد دنیا چھوڑ کر آخرت میں جانا بھی ایک ضرورت ہے۔ پیدائش اور موت کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ علم اور ہدایت کا دینا ایک ضرورت ہے اور ہدایت کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ نیند اور سانس ایک ضرورت ہے۔ نیند اور سانس کا اختیار دینا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ مختلف کاموں اور پیاس بجھانے کیلئے پانی کا دینا ایک ضرورت ہے اور پانی کے دینے نہ دینے کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ بیماریوں کے دور کرنے کیلئے دواؤں کا دینا بھی ایک ضرورت ہے۔ بیماریوں کو دور کرنے کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ نسلوں کو باقی رکھنے کے لئے اولاد کا دینا بھی ایک ضرورت ہے اولاد کے دینے نہ دینے کا اور لڑکا لڑکی دینے کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں

رزق کا ملنا بھی ایک ضرورت ہے۔ دولت اور رزق کے دینے نہ دینے کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ غرض زندگی گذارنے کیلئے مختلف اسباب کا پیدا کرنا بھی ایک ضرورت ہے۔ اور اسباب کا پیدا کرنا نہ کرنے کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ اسی طرح دعاؤں کا سننا اور قبول کرنا بھی ربوبیت ہے دعاؤں کے سننے اور قبول کرنے کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں' مصیبتوں کو دور کرنا بھی ربوبیت ہے۔ مصیبتوں کے دور کرنے کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ مدد کرنا بھی ربوبیت ہے۔ فریادرسی کرنا بھی ربوبیت ہے۔ نفع دینا بھی ربوبیت ہے کامیابی سے ہمکنار کرنا بھی ربوبیت ہے۔ اسکے معنٰی یہ ہوئے کائنات کی تمام مخلوقات کا واحد' یکتا' تنہا رب یعنی مالک اور مدبر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سارے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی طرح مخلوقات کیلئے اُن کی زندگی کے ضابطے اور قانون وحقوق بنانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار ہے وہ مالک ہونے کے ناطے اپنی مخلوق کی زندگی گذارنے کا قانون بناتا ہے۔ کسی غیر کو یہ اختیار ہی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اللہ تعالیٰ کی چیزوں کیلئے اُنکے اصول وضابطے اور قانون بنائے۔

> اللہ تو غنی ہے تم ہی اس کے محتاج ہو اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمھاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہو گے
> (قرآن مجید سورہ محمد ۳۸:۴)
>
> اس عالم جمادات وغیر جمادات میں جو کچھ ہر حرکت ہے اس سب کو قادر مطلق خدائے بزرگ وبرت محیط ہے (یجر وید ۸ :۴۰)
>
> وہ ایک ہی ایشور ساری رعایا کا آقا ہے وہ سب کی خبر رکھنے والا ہے ہم اپنی فلاح ونجات کیلئے اسی کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ (رگ وید ۸/۲۵/۱۶)

توحید ربوبیت یعنی توحید اختیارات ہی توحید کی دوسری قسموں کی بنیاد اور اساس بنتی ہے

توحید ربوبیت یعنی توحید اختیارات ہی توحید کی دوسری قسموں کیلئے بنیاد' اساس بنتی ہے۔ توحید ربوبیت کا تقاضا ہے کہ توحید عبادت اختیار کی جائے۔ اسلیے کہ جو ذات ہر قسم کا اختیار رکھتی ہے وہی تمام ضرورتوں کو پورا کرسکتی ہے جسکو اختیار ہی نہیں وہ ضرورتیں پوری کیسے کرے گی؟ اسلئے مکمل اور

کامل اختیار رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی ہر مخلوق کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والا ہے تو اُسی کا شکر بجالا یا جائے' اُسی کی حمد وثناء بیان کی جائے اُسی کی بڑائی اور پا کی بیان کی جائے اُسی سے مدد مانگی جائے اور اُسی کی اطاعت وبندگی خشوع وخضوع اور محبت کے ساتھ کی جائے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کا کھا کر دوسرے کی گائے' اللہ تعالیٰ سے فائدہ اٹھا کر دوسرے سے لو لگائے' اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات وحفاظت میں پلے لیکن دوسرے کو محسن سمجھے' اللہ تعالیٰ سے نعمتیں وانعامات لیکر دوسرے کا شکرادا کرے' اللہ تعالیٰ کا بندہ' غلام رہ کر دوسرے کی اطاعت وغلامی کرے اور دوسرے کو مالک مانے یا مالک کے ساتھ دوسرے کو شریک کرے تو یہ غداری' نالائقی' ناشکری' احسان فراموشی' دغابازی اور نمک حرامی ہوگی۔ اسلیے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی ہمارا اور تمام مخلوقات کا مالک اور رب ہے اور ہر قسم کا اختیار اُسی کو حاصل ہے اور ہر ضرورت وہی پوری فرمارہا ہے تو وہی عبادت وبندگی کا مستحق ہے وہی اطاعت و غلامی کا مستحق ہے۔ اسکے علاوہ دوسرے کی عبادت واطاعت کرنا غداری ہے اسلیے اطاعت و غلامی اسی کی کی جائے۔ دعا بھی اُسی سے کی جائے' مدد بھی اُسی سے مانگی جائے' خشوع وخضوع' ذلت وعاجزی اور انتہائی درجہ کے تذلّل کا اظہار بھی اُسی کے سامنے کیا جائے' حمد وشکر' تعریف اور بڑائی' کبریائی اُسی کی بیان کی جائے۔ ان سب چیزوں کا مستحق اور سزاوار وہی اکیلا ہے۔ بندوں پر اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں' بندوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو یہ تمام حقوق دیں' کسی دوسرے کو نہ دیں۔ اسکے برخلاف جو ذات عیب اور نقص والی ہو۔ جو ہمیشہ زندہ رہنے والی نہ ہو' جو سمیع' بصیر' علیم وخبیر نہ ہو' جو اپنی قدرت میں ناقص اور مجبور ہو' جو ہر چیز پر حاکم وقادر نہ ہو اور جو مالک حقیقی نہ ہو وہ اپنی مخلوقات کی حفاظت کیسے اور کہاں کرسکتی ہے؟ جو مخلوقات کی ہر گھڑی اور ہر عمر اور ہر وقت دیکھ بھال نہیں کرسکتا وہ نہ رب ہوسکتا اور نہ اسکو رب کے حقوق دیئے جاسکتے اور نہ اسکی عبادت کی جاسکتی ہے۔ جو لوگ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے حقوق دیتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں شرک کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے مشرکین کو انکی توحید ربوبیت کے اقرار کو یاد دلا کر توحید عبادت کی دعوت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے سورہ یونس آیت ۳۱-۳۲' آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ

کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمھارے کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ وہ کہیں گے کہ ''اللہ'' تو ان سے کہو کہ پھر (شرک سے) کیوں پرہیز نہیں کرتے۔ فی الواقع یہی اللہ تمھارا رب ہے پس حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ جاتا ہے۔ آخر تم کدھر پھرے جا رہے ہو؟ اس سے ثابت ہوا کہ دنیا کے تمام انسان تقریباً توحید ربوبیت کو مانتے ہیں مگر صرف توحید ربوبیت کو مان لینے سے انسان مکمل موحد اور ایمان والا نہیں بن جاتا۔ توحید ربوبیت کا لازمی اور ضروری تقاضا ہے کہ توحید عبادت اور توحید اسماء وصفات کو مانا جائے۔ مگر مشرکین اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے اقرار کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں یہ ایسا ہے جیسے اختیارات والے کی عبادت نہ کرنا اور بے اختیار والے کی عبادت کرنا' مالک کا شکر نہ کرنا۔ غیر مالک کا شکر کرنا۔

<u>توحید حاکمیت</u>:- توحید ربوبیت ہی کا ایک جز توحید حاکمیت بھی ہے۔ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا حاکم اعلیٰ بھی اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انسان پر اس بات کا امتحان اور آزمائش ہیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں استعمال کر کے' اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں زندگی گذارتا ہے کہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نمائندہ اور خلیفہ بن کر اللہ تعالیٰ کے حکموں اور قانون کو زمین کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نافذ کرتا ہے کہ نہیں۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں مخلوقات کی حاکمیت چلائے اور اللہ کی زمین پر رہ کر مخلوقات کے حکموں میں زندگی گذارے اور صرف نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج ہی کی حد تک اللہ تعالیٰ کو معبود مانے تو یہ بھی شرک فی الحکم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو مکمل طریقے سے الٰہ ماننا نہ ہوگا۔ (تفصیل آگے آئے گی) توحید عبادت میں توحید ربوبیت' توحید ذات وصفات سب کچھ آجاتی ہے ایک ایمان والا کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کو معبود برحق مان کر بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو مالک' رب' حاکم اور قادر مان رہا ہے اور توحید ربوبیت اور توحید ذات وصفات کا اقرار کر رہا ہے۔ تمام انبیاء اکرام نے توحید عبادت ہی کو خوب سمجھایا اور ماننے کی دعوت دی۔ اور انسانوں اور جن کا مقصد زندگی ہی ''اللہ تعالیٰ کی عبادت'' ہے۔

اس تشریح کی روشنی میں مسلمانوں کی زندگیوں کا جائزہ

لوگ زبان سے تو اللہ تعالیٰ کو اکبر مانتے اور نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کے بڑے ہونے کا بے شعوری کے ساتھ اقرار کرتے اور اذان کے ذریعہ اللہ اکبر کے کلمات کو زبان سے ادا کرتے ہوئے آواز کو ہواؤں میں بکھیرتے ہیں مگر خود اللہ اکبر کی حقیقت کو اپنے سینوں اور دلوں میں داخل نہیں کرتے۔ لوڈا سپیکر کے ذریعہ تو یہ خواہش کرتے ہیں کہ اللہ اکبر کی صدا آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچ جائے۔ مگر خود اپنے سینوں کو اللہ اکبر کی صدا اور حقیقت سے خالی رکھتے ہیں۔ زندگی کے تمام کاروبار مثلاً تجارت، نوکری، شادی بیاہ، کمانے اور خرچ کرنے، اقتدار، عہدہ، کرسی، انسانوں کی اطاعت و فرمابرداری میں اللہ تعالیٰ کو بڑا نہیں مانتے یا تو اپنی بڑائی چلاتے یا دوسرے انسانوں کی بڑائی میں زندگی گذارتے ہیں۔ خدا کی بڑائی کا صحیح تصور نہ ہونے کی وجہ سے خدا کے علاوہ مخلوقات کی بھی عبادت و پرستش، بندگی و غلامی، کرتے ہیں۔ انکے نام کی منتیں مانگتے، بکرے کاٹتے، چڑھاوے چڑھاتے، سجدے کرتے، ان سے بھی دعائیں مانگتے اور خدا کی اطاعت کے مقابلے نفس کی، جی کی خواہشات، اور باپ دادا کی اور سوسائٹی کے جاہلانہ رسم و رواج کے طور طریقوں کو اختیار کر کے زندگی گذارتے اور خدا کے احکام کی پروا نہیں کرتے اور پھر زبان سے اللہ تعالیٰ کو بے شعوری کے ساتھ اللہ اکبر مانتے اور پکارتے ہیں۔

مسلم معاشرے کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہیکہ مسلمان شرک کی ان تمام اقسام میں صرف شرک فی الذات سے بچے ہوئے ہیں اور شرک کی دوسری تمام اقسام میں مبتلا ہیں قرآن مجید کہتا ہیکہ مشرکین پر جب مصیبت اور پریشانی آتی ہے تو وہ اپنے تمام باطل معبودوں کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور اُسی کو پکارتے ہیں مگر افسوس مسلمانوں کی حالت پر کہ موجودہ زمانے میں دیکھا جاتا ہیکہ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو وہ سب طرف سے رخ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع ہونے کے بجائے درگاہوں اور قبروں، علموں اور جھنڈوں ہی کی طرف رخ کرتے ہیں۔

زندگی کے اکثر شعبوں میں اپنی حاجات وضروریات اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے بجائے ولیوں اور بزرگوں کی مزاروں پر پیش کرتے اور اُنہی سے منتیں مرادیں اور دعائیں مانگتے ہیں اور انہوں نے اپنی ہر ہر ضرورت کیلئے علحدہ علحدہ درگاہیں مقرر کرلی ہیں۔ کہیں وہ اولاد مانگتے ہیں اور کہیں صحت وتندرستی مانگتے ہیں اور کہیں رزق مانگتے ہیں اور کہیں مسائل کے حل مانگنے کیلئے جاتے ہیں اور شرک فی الصفات اور شرک فی العبادت کا ارتکاب کرتے ہیں۔

اسی طرح پوری دنیا میں جہاں جہاں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اقتدار وکرسی عطا فرمائی ہے وہاں پر اللہ تعالیٰ کے احکام وقوانین میں زندگی گذارنے کے بجائے خوشی خوشی انسانی قوانین کے تحت انفرادی واجتماعی زندگی گذار رہے ہیں' انکی انفرادی زندگی میں خدا کے احکام کی جگہ غیر مسلموں کے طور طریقوں اور رسم ورواج نے جگہ لے لی ہے' اجتماعی زندگی میں وہ خدا کے قانون کے بجائے انسانی قانون قائم کرلئے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنے آپکو قرآن مجید کا پابند اور ایمان والا اور موحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ تصوّر رکھتے ہیں کہ وہ اسلام پر زندگی گذار رہے ہیں۔ اکثر مسلمانوں کے پاس نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور پردہ کفن دفن کی حد تک ہی اسلام کے قانون پر عمل کیا جاتا ہے باقی زندگی میں جہاں معاملہ' لین دین کا ہو' دوستی ودشمنی کا ہو یا حکومت وملکی انتظامات کا ہو' تجارت کا ہو' غرض باقی زندگی میں من چاہی قانون پر یا غیر مسلموں کے قانون پر یا اپنے جیسے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون پر یا غیر اسلامی عقائد وقانون پر عمل کرکے غیر شعوری اور غیر دانستہ طور پر شرک کیا جاتا ہے۔

انسانی ذہن کے مطابق خدا کا خیالی تصوّر

انسان چونکہ عبد ہے اسلیے معبود کے بغیر زندگی نہیں گذار سکتا۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان نصیب نہیں ہوتی' وہ غیر اللہ کو الہ بنالیتے ہیں اور اپنی ذہنی فطری پیاس کو بجھانے کے لیے الہ بنانے پر مجبور رہتے ہیں۔ چونکہ انسان نے عالم الست میں اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں اپنی محبت کا جذبہ رکھ دیا ہے اسلیے تقریباً ہر انسان اسکے لیے تڑپتا' بے چین اور بے قرار رہتا ہے اور سکون کیلئے اس کی طرف بار بار رجوع ہوتا ہے۔ دنیا کی کثیر تعداد تقلیدی اور روایتی طور پر

باپ دادا کی اندھی تقلید میں اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی طرح مانتی ہے مگر صحیح تعارف اور پہچان نہ ہونے یا شیطان کے بہکاوے میں آکر پیغمبروں کی تعلیمات سے دور ہیں یا ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب کا شکار ہوکر دل کی تسکین اور سکون کی خاطر ایک نہ ایک تصوّر قائم کر کے خدا کی مختلف شکلیں بنالی ہیں۔ چنانچہ ہزاروں، لاکھوں انسانوں نے جب یہ دیکھا کہ خدا تو کہیں نظر نہیں آتا تو انہوں نے پیغمبروں کی تعلیمات کے خلاف اپنی مرضی اور عقل سے خدا کو پہچاننے کی کوشش کی اور گمراہی کا شکار ہوکر اپنی مرضی اور عقل سے خدا کی فرضی اور خیالی شکلیں قائم کر لیں۔ ظاہر بات ہے کہ جب خدا انسانی ذہن کی ایک فرضی تصویر بن گیا تو انسان نے خدا کا تصوّر اپنی ہی جیسی شکل وصورت اور صفات پر یا اپنے اطراف کی چیز کی شکل وصورت پر ہی قائم کرلیا اور خدا کو اپنے ذہن وعقل سے انسان نما یا دوسری مخلوقات نما بنا ڈالا اور اس میں مخلوقات جیسی خصوصیات، حاجات اور ضرورتوں کو جمع کر ڈالا۔ اسطرح خدا کا تصوّر انسانی ذہن کی ایک فرضی تصویر بن گیا۔ مثلاً انسان کے ایک سر اور دو ہاتھ ہیں تو انسان نے فرضی خدا کے سو ہاتھ اور کئی سر بنا ڈالے، اگر انسان ایک پتھر اٹھا سکتا ہے، تو خدا کی بے انتہا طاقت کو ظاہر کرنے کیلئے انسان نے خیالی خدا کی تصویر میں ایک ایک ہاتھ میں ایک ایک پہاڑ رکھ دیا۔ چونکہ انسان کا قد کم وبیش پانچ، چھ فٹ کا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ بہت بڑا ہے اسلیے جب انسان نے خدا کی فرضی اور خیالی تصویر بنائی تو اسکے قد کو سو دو سو فٹ کا دکھایا۔ انسان کے بیوی بچے ہوتے ہیں تو خدا کو بھی بیوی بچے والا بنا دیا۔ انسان چونکہ کھاتا، پیتا اور سوتا ہے۔ اسلیے خدا کو بھی پوجا پاٹ میں میوے مٹھائی رکھکر کھانے والا ظاہر کر دیا۔

اسی طرح خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو بھی خدا ماننا یا خدا کے علاوہ کئی خدا ماننا یا خدا کو غیر خدا کے ساتھ ملانا یا غیر خدا کو خدا جیسا قرار دینا یا کسی کو خدا کی ذات برادری والا سمجھنا یعنی کسی کو اسکا باپ، بیٹا، بیٹی ماننا اور خدا کی خیالی تصویر یا مورتی بنانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات میں شرک ہوگا اور جو انسان اللہ تعالیٰ کو اسطرح مانے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک فی الذات میں مبتلا ہوگا۔ آتش پرست نیکی اور بدی کا خدا الگ الگ مانتے ہیں۔ یہ شرک فی الذات ہے۔ عیسائی تین خدا مانتے ہیں یعنی تین ایک اور ایک تین۔ وہ کہتے ہیں کہ باپ، بیٹا اور روح القدوس خدا ہی کے تین روپ ہیں اور تینوں مل کر ایک ہیں یہ بھی شرک فی الذات ہے۔ مشرکین بت پرست ہزاروں

خدا مانتے ہیں یہ بھی شرک فی الذات ہے۔کسی مخلوق کو خدا کا اوتار سمجھ کر یہ تصوّر رکھنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں فلاں مخلوق کا روپ اختیار کر کے زمین پر آتا ہے یہ بھی شرک فی الذات ہے۔عرب کے مشرک لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے تھے۔اور عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں یہ سب شرک فی الذات کہلائے گا۔دیوی دیوتاؤں کو خدا کے خاندان اور اسکی نسل ماننا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات میں شرک کرنا ہے۔ دل میں خدا کی خیالی تصویر بنانا اور سوچنا بھی ذات میں شرک ہے۔

شرک فی الذات کیلئے غیر مسلموں کی ایک تاویل

غیر مسلم اللہ تعالیٰ کے نظر نہ آنے پر اپنے خیال اور دماغ سے عجیب عجیب تصویریں یا مورتیاں بنا لیتے ہیں اور انکو وہ خدا کی تصویر یا مورتیاں سمجھتے ہیں اور یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ خدا تو ہے،مگر عبادت کے وقت خدا کے تصوّر کو ذہن میں قائم رکھنے کیلئے ہمارے سامنے ایک نہ ایک شکل (تصویر یا مورتی) ہونی چاہئے۔تب ہی ہمارا دھیان خدا کی طرف لگ سکتا ہے اور ہم خدا کا تصوّر اپنے ذہن میں رکھ سکتے ہیں۔بغیر تصویر یا مورتی کے خدا کی یاد کیسے ہوسکتی ہے؟ اسلئے وہ ان مورتیوں اور تصویروں کو خدا سمجھ کر ان سے چمٹے رہتے ہیں اور خدا کی جگہ اُنہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں،اور سمجھتے ہیں کہ وہ خدا سے رجوع ہیں۔انکا خیال یہ بھی ہیکہ خدا تعالیٰ ہر چیز میں خود موجود ہے۔یا ہر چیز میں خدا تعالیٰ کی تجلّی ہے۔وہ اچھے انسانوں کو بھی خدا تعالیٰ کا اوتار باور کرتے ہیں۔

اولاد کی محبت میں دیوانی عورت کی مثال (مثال رہبری کیلئے برابری کیلئے نہیں)

یورپ کے ایرپورٹ پر ایک بزرگ نے ایک عورت کو دیکھا اس عورت کی گود میں ۴ فٹ کا کھلونے والا،ہوا بھرا ہوا پلاسٹک کا بچہ تھا۔بزرگ نے ایرپورٹ کے عملہ سے دریافت کیا کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ عورت اچھی خاصی ہے پھر اسکی گود میں یہ پلاسٹک کا بچہ کیوں؟ انکو بتلایا گیا کہ اس عورت کا ایک بچہ تھا جو گم ہو چکا ہے اب یہ عورت اپنے بچے کی محبت میں پاگل ہوگئی ہے۔اپنے بچے کی یاد اور محبت کی خاطر بچے کی جگہ وہ اس پلاسٹک کے ہوا بھرے ہوئے بچے کو ساتھ رکھتی ہے تو اسکی دیوانگی میں کنٹرول رہتا ہے۔وہ اپنے بچے کی پیاس اس پلاسٹک کے بچہ کو

گود میں لے کر پورا کرتی ہے۔ وہ اسے اپنا حقیقی بچہ سمجھتی اور اُسے گود میں لیے پھرتی ہے۔ بالکل اسی طرح غیر مسلموں کا حال ہے جب انکو اللہ کا صحیح تعارف یا پہچان نہیں ملتی تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسکی تڑپ اور اس سے قریب ہونے کیلئے خیالی تصویروں اور مورتیوں کو خدا کی تصویریں یا مورتیاں سمجھتے اور انکے آگے جھکتے اور چمٹے رہتے ہیں خدا کو اسطرح ماننا ایمان باللہ نہیں' بلکہ یہ شرک فی الذات ہے۔

باپ اور بیٹے کی مثال:- اگر ایک بچے کے والد امریکہ میں رہتے ہوں اور وہ لڑکا ہندوستان میں پیدا ہوا ہے مگر بچپن ہی سے اپنے والد کو نہیں دیکھا تو یہ بتاؤ کہ وہ لڑکا اپنے والد کو کیسے پہچانے گا ؟ کیا اپنی مرضی اور خیال سے کسی گائے' بندر' بیل یا کسی جھاڑ' سورج وغیرہ کو دیکھ کر یا انکی تصویریں بنا کر یہ کہے گا کہ یہ میرے والد ہیں یا یہ میرے والد کا فوٹو ہے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر یا ان کی تصویریں دیکھ کر میرے ذہن میں اپنے والد کا تصوّر آتا ہے' نہیں' نہیں بلکہ ایک چھوٹا کم عقل والا بچہ بھی ایسا نہیں کرتا یا تو بچہ اپنے بڑوں اور بزرگوں سے دریافت کرتا ہے یا پھر اپنے والد کو دیکھ کر یا والد کا فوٹو دیکھ کر کہنے والوں کے ذریعہ ابّا کو پہچان لیتا ہے اور والد کو والد ہی کہتا ہے۔ بندر' سانپ' گائے' درخت کو والد نہیں کہتا۔ خدا کو دیکھکر خدا کا فوٹو بنائے تو ہم ضرور مانیں گے مگر خدا کو تو دیکھا نہیں اور بغیر خدا کو دیکھے مخلوقات کو خدا کہیں تو کیسے مانا جائیگا۔

شوہر اور بیوی کی مثال:- اگر ہندوستان میں رہنے والی ایک عورت کی شادی امریکہ میں رہنے والے کسی مرد سے وکیلوں کے ذریعہ ہو جائے اور اس عورت نے اپنے شوہر کو دیکھا نہ ہو تو یہ بتاؤ کیا وہ عورت اپنے شوہر کی یاد اور محبت کو دل میں قائم رکھنے اور شوہر کے تصوّر کو دل میں بٹھانے کیلئے اپنے کمرے میں کسی جھاڑ' شیر' بندر' سورج' گائے' سانپ یا سو سو ہاتھ اور سر والے انسان کا فوٹو کو اپنی نظروں کے سامنے رکھ کر یہ کہے کہ یہ میرے شوہر کی تصویر ہے۔ ان تصویروں سے میں اپنے شوہر کو یاد کرتی ہوں یا ان تصویروں سے میرے شوہر کا تصوّر دل میں آتا ہے کیا ایسا کہنا درست ہوگا ؟ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے کسی نے تاج محل تو دیکھا نہیں مگر ایک انسان کا فوٹو اتار کر یہ کہدے کہ یہ تاج محل ہے اسکو دیکھ کر مجھے تاج محل یاد آتا ہے یا اس شکل سے میں تاج محل کا تصوّر اپنے ذہن میں لاتا ہوں اگر کوئی ایسا کرے گا تو ہم اسکو عقل والا نہیں کہیں گے۔ تاج محل

کو دیکھ کر تاج محل بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ تاج محل بنانے والے کے ذہن میں تاج محل کا فوٹو ہوتا ہے، مگر عجیب بات ہے کہ اللہ کو کسی نے نہیں دیکھا اور کسی کے ذہن میں بھی اللہ کی کوئی شکل وصورت نہیں مگر پھر بھی انسان اپنے ذہن سے اور اپنی مرضی سے خدا کی تصویر اور خدا کی مورتیاں بناتے ہیں اور لوگ بھی اُن تصویروں اور مورتیوں کو دیکھکر خدا کی شکل وصورت سمجھتے ہیں اور اُسے خدا کی تصویر یا خدا کا مجسمہ مانتے ہیں۔

انسان کو دیکھکر انسان اُتارا جائے تو ہم مانتے ہیں کہ یہ انسان کا فوٹو یا انسان کی مورتی ہے مگر انسان کا فوٹو یا انسان کی مورتی بنا کرا گر یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا فوٹو یا خدا کی مورتی ہے تو یہ کیسے مانا جاسکتا ہے ۔ یہ بات تو سمجھ میں ہی نہیں آسکتی۔ تاج محل کو دیکھکر یا تاج محل کا فوٹو کو دیکھکر ہم اُسے انسان کا فوٹو یا انسان نہیں کہتے۔ اس لیے کہ انسان الگ چیز ہے اور تاج محل الگ چیز تو بس ہم مخلوقات کا فوٹو اور خیالی فوٹو کو دیکھکر خدا یا خدا کی مورتی کیسے کہہ سکتے ہیں؟ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ جو انسان تاج محل کو انسان نہیں کہتا بلکہ تاج محل کہتا ہے مگر وہی انسان' انسان کو یا انسان کے فوٹو کو خدا یا خدا کا فوٹو مان لیتا ہے اور انسان کی مورتی کو خدا کی مورتی سمجھکر اسکی پوجا بھی کرتا ہے اسکے سامنے جھکتا بھی ہے۔

ایک غیر مسلم نے مسلمان سے کہا کہ ہم بھی خدا کی کوئی مورتی اور فوٹو نہیں مانتے۔ لیکن عام لوگوں کے ذہنوں کو خدا کی طرف متوجہ رکھنے اور ان میں عبادت کے وقت خدا کا دھیان پیدا کرنے کیلئے مورتی اور فوٹو بنا کر عبادت کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تا کہ وہ فوٹو اور مورتی کے ذریعہ اپنا دھیان خدا کی طرف رکھ سکیں۔

مسلمان نے انکو یہ سمجھایا کہ اگر کوئی بچہ آپ سے پن مانگے اور آپ اُسے ربر کا ٹکڑا دے کر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پن ہے اور وہ آپ کے کہنے کے مطابق ربر کے ٹکڑے کو پن سمجھ رہا ہے تو کیا یہ صحیح ہوگا؟ یہ تو کھلا جھوٹ ہوگا۔ اگر کوئی انسان اپنے ماں باپ کی فوٹو دیکھنا چاہتا ہے اور آپ اُسے مکھی اور مچھر کی فوٹو بتلا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تمھارے ماں باپ ہیں تو کیا یہ بات سچ ہے کیا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے یہ تو کھلا جھوٹ بھی ہوگا اور گمراہی بھی ہوگی۔ بچہ اپنے ذہن میں ماں باپ کی جگہ مکھی اور مچھر کی فوٹو کو بٹھا کر یہ تصوّر پیدا کرلے گا کہ وہ ماں باپ ہیں۔

ذات میں غور وفکر کرنے سے انسان شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے

اللہ جس ہستی کا نام ہے وہ انسانی عقل، حواس، سمجھ اور پہچان سے بہت اوپر کی چیز ہے عقلی وفکری کاوشیں اسی بات کا ثبوت ہیں کہ اس ہستی کا ادارک انسانی عقل وحواس کے دائرہ سے باہر ہے اسلام نے انسانوں کو اس کی ذات میں غور وفکر کرنے سے منع کیا۔اسلئے کہ ذات میں انسان جتنا غور کرے گا وہ اُتنا ہی شرک میں مبتلا ہوتا چلا جائے گا۔اسکی کوئی مثل اور مثال ہی نہیں کہ جسکا فوٹو اور تصویر یا مورتی بنا سکے یا مثال سے سمجھایا جا سکے۔انسان جس قدر خدا کی ہستی میں غور وفکر کرے گا اسکی عقل کی حیرانی بڑھتی ہی جائے گی اسکے بعد وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اس راہ کی ابتداء بھی عجز اور حیرت ہے اسکی انتہا بھی عجز وحیرت ہی ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا — بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

اسلام نے ''غیب'' پر ایمان لانے کی تاکید سے یہ بتلا دیا کہ وہ انسانی عقل وفہم کیلئے ناقابل ادارک ہے اور دنیا امتحان گاہ ہونے کی وجہ سے انسانوں کو ذاتِ حق کی تلاش میں کوشش نہ کرنا چاہئے اور صاف صاف کھلے طور پر تعلیم دی کہ تم اس پر بغیر دیکھے غیب میں ایمان لاؤ جسطرح انسان ہوا کی، روح کی، بجلی کی شکل وصورت بنا کر نہیں سمجھ سکتا۔اور انکی موجودگی کو جانتا ہے مگر انکی کوئی تصویر شکل وصورت نہیں بنا سکتا تو بس جب مخلوقات کے تعلق سے ہم عاجز اور مجبور ہیں تو خالق کائنات کی کوئی شکل وصورت اور تصویر کیسے بنا سکتا ہے بس اسکو وہ مان لے۔خیالات دل ودماغ میں بھی اسکی کوئی خیالی تصویر اور خاکہ بنانا شرک فی الذات ہی ہے اسلام نے اس سے منع فرمایا اور یہ تعلیم دی کہ دل ودماغ میں بھی اس کا کوئی فوٹو بنائے بغیر یہ تصوّر رکھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تم اسکے سامنے ہو خدا کو تو ویسے ہی ماننا پڑے گا جیسے وحی الٰہی نے ماننے کی تعلیم دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے مانا۔جب ہم قرآن اور حدیث پڑھتے اور سنتے ہیں تو ہمیں بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ کے چہرے، ہاتھ، اور قدم، وغیرہ کا یا عرش پر مستوی ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ملتا ہے۔اے بندے! میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہ پلایا، میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑے نہ پہنایا۔اس پر

بندہ کہے گا کہ اے باری تعالیٰ! آپ تو ان تمام چیزوں سے پاک ہیں۔تو اللہ کہے گا کہ اگر تو میرے فلاں بندے کو کھانا کھلاتا تو مجھے پاتا،تو فلاں بندے کو پانی پلاتا تو مجھے پاتا،اسی طرح احادیث میں جنّت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی کو بتلایا گیا۔

دنیا دراصل انسانوں کے رہنے کی جگہ ہے اور انسانوں کو انسانی زبان اور انسانی مثالوں ہی سے کوئی بات سمجھانا بہت آسان ہوتا ہے۔قرآن اور حدیثوں میں اللہ تعالیٰ کا چہرہ،اللہ تعالیٰ کے ہاتھ،اللہ تعالیٰ کا قدم وغیرہ کا ذکر ملے تو خوب اچھی طرح یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح ہاتھ،پیر،چہرہ،وغیرہ نہیں رکھتا۔اور نہ کسی کرسی وغیرہ پر مخلوقات کی طرح بیٹھا ہوا ہے۔ذرا غور کرو اس کی کرسی پوری کائینات کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ عرش پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش سے فرش تک اور زمین کے اندر سب کچھ بغیر کسی ذریعہ،واسطہ کے دیکھتا،سنتا،اور خبر رکھتا ہے۔ایک ہی وقت میں انسانوں ہی کی نہیں جنات،فرشتے،نباتات،حیوانات،زمین آسمان غرض ہزاروں لاکھوں مخلوقات کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔جسکو ہماری عقل وفہم سمجھ ہی نہیں سکتی۔اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی نہیں اس کی مثل اور مثال ہی نہیں صرف انسانوں کو سمجھانے کیلئے یہ تذکرے کئے گئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا چہرہ،ہاتھ اور قدم وغیرہ ہے تو یہ سب اسکی شان کے مطابق ہیں۔ہم نہ اللہ تعالیٰ کے چہرے،قدم اور ہاتھوں وغیرہ کا تصور کر سکتے ہیں اور نہ مخلوقات کی طرح اس کے چہرے اور قدم اور ہاتھوں کو مثال بنا کر سوچ سکتے ہیں۔یہ چیزیں ہمارے ذہن اور عقل میں آسکتی ہی نہیں۔ اور نہ انسان انکا اندازہ لگا سکتا ہے۔بس ویسے ہی ایمان لانا ضروری ہے جیسے ہم قرآن مجید کے حروف مقطعات پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ الفاظ حق ہیں۔قرآنی الفاظ ہیں اور انکا معنی اور مطلب اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی شان اور مقام کے اعتبار سے جیسا ہے ہم اس کو ویسا ہی مانتے ہیں مگر اسکی کوئی تصویر یا فوٹو اپنے ذہن میں نہیں بنا سکتے جب بھی انسان اللہ کے بارے میں کوئی شکل وصورت سوچے گا وہ مخلوقات کی صورت ہوگی خدا کی نہیں اور شرک ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ کی شکل وصورت کیا ہے؟ کسی کو معلوم نہیں اسلئے اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر اسکا فوٹو اور مور تی بنانا بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔اور فوٹو اور مورتی خدا کی نہیں انسانی ذہن کی پیداوار ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح مجموعہ ومرکب نہیں

انسان اور دوسرے جاندار جسم کے اعضاء کا مجموعہ ہیں اور روح، خون، پانی، گوشت ہڈی، چمڑے اور بالوں سے مرکب ہیں اگر انکے جسم سے سارا خون نکال لیا جائے یا ہڈیاں گل جائیں یا روح نکال لی جائے تو وہ مردہ ہوجاتے ہیں غرض انسان صورت شکل میں اکیلے ہوتے ہوئے بھی مرکب اور مجموعہ ہے اور کئی چیزوں کے ملنے سے بنا ہے خون، پانی کی کمی ہوجائے تو زندہ نہیں رہ سکتا مگر اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرح مجموعہ اور مرکب نہیں وہ نہ خون ہڈی اور رگوں کا مجموعہ ہے اور نہ روح اور جسم کا مجموعہ۔ انسان چمڑے کا بنا ہوا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نہ چمڑے کا نہ لکڑی کا اور نہ پتھر کا بنا ہوا ہے اور نہ سونا چاندی اور مٹی کا ہے۔

اسکے علاوہ انسان مردہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسکو زندگی اور حیات عطا فرمائی انسان علم سے کورا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو علم سے نوازتا ہے انسان میں جو کچھ صفات ہیں اسکی اپنی ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دین اور عطیہ ہیں، انسان میں تمام صفات ناقص ہیں، اللہ تعالیٰ کی جو کچھ صفات ہیں وہ اسکی اپنی ذاتی ہیں، کسی کی دین اور عطیہ نہیں اسکی تمام صفات کامل ہیں اسکی کسی صفت میں نقص نہیں وہ کیا ہے کیسا ہے؟ کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ اکیلا یعنی احد اور واحد ہے، اسکے برابر کوئی نہیں، اس جیسا کوئی نہیں، اسکی جیسی صفات کسی میں نہیں، وہ اپنی ذات میں بھی اکیلا ہے۔ صفات میں بھی اکیلا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اسکی ذات کے بجائے صفات سے سمجھا جائے

ہم اسکی ذات کا مشاہدہ اسکی صفات ہی کے آئینہ میں کرسکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت انسانوں کو دینے کیلئے صفات کو بیان کیا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کیا جائے۔ اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ کیسا ہے۔ اس سوال پر ہم اس انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھانے کے بجائے، اللہ تعالیٰ کی صفات سمجھائیں گے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھنا انسانی ذہن کے بس کی بات نہیں۔ ایک محدود ذہن لامحدود

ذات کا تصوّر کر ہی نہیں سکتا۔ خدا تو بہت دور کی بات ہے انسان کائنات کی ابتداء وانتہاء اسکی لمبائی' چوڑائی اوراونچائی اور گہرائی کو آج تک نہیں سمجھ سکا' جبکہ کائنات مخلوق ہے خالق نہیں ہے۔ اسلیے قرآن ذات خداوندی کے تعلق سے بحث نہیں کرتا' صرف اسکی صفات کو سمجھا تا ہے۔ قرآن نے ذات خداوندی کے لیے اللہ کا لفظ استعمال کیا۔ مگر اسکی صفات کا تذکرہ قرآن کے صفحات پر موتیوں کی طرح بکھرا ہوا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے بھی ہم کو ذات خداوندی پر غور و فکر کرنے سے منع فرمایا ہم اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہی غور وفکر کرکے اللہ تعالیٰ کو سمجھ سکتے ہیں۔

انسان کی یہ عادت ہے کہ وہ کسی بھی چیز کو مثال کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کائنات کے اندر ہم جتنی چیزیں بھی دیکھتے ہیں کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھانے کے لئے مثال نہیں بنائی جاسکتی اور نہ کوئی اسکی جیسی ہے۔ وہ تو بے مثال ہے۔ اسلئے انسان کی عقل اور فہم اسکو سمجھ ہی نہیں سکتی اللہ کہتے ہی ہیں اس ذات کو جس پر جتنا غور وفکر کیا جائے حیرانی ہی حیرانی بڑھتی چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے صفات کو سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کا تعارف اور پہچان ملتی ہے۔ اور انسان کو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی دوسرا نہیں صفاتِ الٰہی پر غور کرنے اور سمجھنے سے انسان میں خالص توحید پیدا ہوتی ہے۔ اسکے عقیدہ اور عمل میں درستگی آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کوئی جنس اور خاندان نہیں

مخلوقات کی طرح خدا کی کوئی جنس نہیں کہ جسکا وہ فرد ہوگا۔ مگر اسکے باوجود مشرکین نے اپنے دماغ اور عقل سے مخلوقات کی طرح خدا کی بھی جنس بنا ڈالی جسکی وجہ سے انکے پاس خداؤں کی لمبی فہرست موجود ہے اور ان میں اپنی طرح شادی بیاہ اور توالد وتناسل کا سلسلہ بھی قائم کردیا اور خدا کو بھی اس سے پاک و بالاتر نہ سمجھا مشرکین کے اس عقیدہ سے متاثر ہوکر اہل کتاب نے بھی پیغمبروں کی تعلیم کے خلاف خدا کا بیٹا ٹھرادیا۔ اگر خدا کے ساتھ بیٹا' بیٹی اور بیوی کا تصوّر قائم کرلیا جائے تو اسکے معنٰی یہ ہیں کہ خدا اکیلا نہیں۔ اس کا ایک خاندان ہے۔ خاندان کے افراد چونکہ ایک جنس کے ہوتے ہیں۔ اسلئے خدا کی جنس کے کئی افراد ہونگے۔ جنسیت کے اعتبار سے افراد میں مساوات ضروری ہے۔ اسلئے افراد خاندان میں بھی خدائی اوصاف وکمالات

ہونا ضروری ہوگا۔یعنی خدا کا بیٹا‘ بیٹی خدا ہی جیسا ہوگا اور اسکی بیوی بھی خدائی جنس کی ہوگی اسلیے کہ خدا تعالیٰ غیر جنس کا بیٹا‘ بیٹی یا غیر جنس کی عورت کو بیوی کیوں بنائے گا؟ جب بنائے گا تو اپنی جنس کے افراد کو بنائے گا۔

معاذ اللہ اگر خدا کو ایک مادّی جسمانی اولاد مانی جائے اور اسکی ہم جنس کوئی اسکی بیوی بھی مانی جائے اور پھر اس سے اولاد بھی مانی جائے تو توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ہوگا اور اسکے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ فانی ہے اسکی جنس باقی رہنے کیلئے اولاد کا ہونا ضروری ہے گویا اسطرح اللہ کو ایسا مان کر معاذ اللہ فانی بھی مانا جارہا ہے اور جب وہ فانی افراد کی طرح ہوگا تو نعوذُ باللہ خدا کی بھی کوئی ابتداء و انتہاء ہوجائیگی۔ کیونکہ توالد و تناسل پر جن کی بقاء کا دارومدار ہوتا ہے‘ اُن کے افراد ازلی نہیں ہوتے۔بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا نے اپنا متبنیٰ بنایا ہے۔اگر متبنیٰ ہے تو ایک لاولد اپنی زندگی میں کسی مددگار کا محتاج ہوگیا اور اپنی وفات کے بعد کسی وارث کا حاجت مند ہے۔متبنیٰ بھی لامحالہ اسکا ہم جنس ہی ہونا ضروری ہے۔خدا کا متبنیٰ انسان کیسے ہوگا؟ اور اگر وہ خدا کا ہم جنس ہے تو خدائی اوصاف بھی رکھتا ہے۔

صمد:- اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔کائنات میں کوئی نہیں جو بے نیاز ہو۔مخلوقات اگر کسی حیثیت سے بے نیاز ہوتی ہیں‘ تو وہ دوسری حیثیت سے مجبور محتاج ہوتی ہیں‘ مثلاً انسان فانی ہے لازوال نہیں۔قابل تقسیم ہے کسی بھی وقت اسکے اجزاء بکھر سکتے ہیں۔بعض مخلوقات اسکی محتاج ہیں تو بعض میں وہ خود دوسری مخلوقات کا محتاج ہے۔کسی چیز میں وہ برتر ہے تو کوئی مخلوق دوسری چیز میں اس سے برتر اور بہتر ہے۔مگر اللہ ایسا نہیں وہ ہر طریقے سے بے نیاز ہے مثلاً وہ رزق دیتا ہے‘ لیتا نہیں ہے‘ مدد کرتا ہے مدد لیتا نہیں ہے علم دیتا ہے‘ علم لیتا نہیں۔حاجت پوری کرتا ہے اسکو حاجت ہی نہیں۔وہ سب سے بڑا ہے‘ اس سے بڑا کوئی نہیں۔ وہ عقل و فہم دیتا ہے‘ لیتا نہیں‘ وہ ہر چیز میں سب سے برتر ہے کوئی اس سے برتر نہیں۔اسلیے وہ محض صمد ہی نہیں الصمد ہے۔یعنی ایک ہی ایسی ہستی ہے جو صمدیت سے متصف ہے۔انسان عبادت اُسی کی کرتا ہے جسکا وہ محتاج ہو‘ جو حاجت روائی اور اختیارات کی طاقت نہ رکھتا ہو کوئی اسکی بندگی و عبادت نہیں کرتا۔

کسی بھی چیز کے صحیح چلنے کیلئے ایک ہی فردِ واحد کا کنٹرول چاہیئے

شرک کے پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مشرک انسان کائنات میں خدائی قدرت کو دنیوی بادشاہی کے نمونے پر سمجھتے ہیں۔جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ ہوتا ہے اور اسکی مدد کے لیے بہت سے وزیر اور نائب وزیر ہوتے ہیں' جسکے بغیر اسکی حکومت بالکل نہیں چل سکتی اور وہ حکومت چلانے کے لیے سارے اختیارات اپنے امراء اور وزیروں کو دے دیتا ہے' اُسی طرح مشرک انسانوں کا خیال اور عقیدہ ہوتا ہے کہ اس دنیا کا مالک اور خالق تو اللہ ہے اور وہ اللہ کو مختلف ناموں سے اپنی اپنی زبان میں پکارتے ہیں اور اسکو سب سے بڑا خدا سمجھتے ہیں' مگر خدا کے ساتھ ساتھ اور خداؤں کا تصوّر بھی رکھتے ہیں۔انکا خیال یہ ہے کہ اتنی بڑی کائنات اور اسکے بے شمار کاموں اور انتظامات کے لیے کئی چھوٹے چھوٹے خدا بھی ہیں۔ہواؤں کا خدا الگ' نباتات کا خدا الگ' موت کا خدا الگ' حیات کا خدا الگ' انسانوں کا خدا الگ' بیماریوں کا خدا الگ' دولت ورزق کا خدا الگ' صحت وتندرستی کا خدا الگ' علم دینے والا خدا الگ' سورج' چاند ستاروں کا خدا الگ' گویا خدا کی حیثیت انکے نزدیک ایک عرش والے بڑے خدا کی ہے۔یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ ہے' بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اکیلا کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر مکمل قدرت رکھتا ہے' وہی اکیلا تمام مخلوقات کے انتظامات کررہا ہے۔وہی اکیلا کائنات کی ہر چیز پر حکومت کرتا ہے اور اکیلا ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔اگر اسکو پوری کائنات پر ایسا اختیار اور کنٹرول وقدرت نہ ہوتی تو یہ پوری کائنات اتنے ڈھنگ سلیقہ' نظم وضبط کے ساتھ نہ چلتی اور اس میں فساد ہی فساد اور بربادی ہی بربادی ہوتی۔

چنانچہ مشرکین اپنے اس غلط عقیدہ کی وجہ سے ہوا' پانی' زمین' نباتات' حیوانات' موت وحیات' بیماریوں' دولت ورزق' علم وغیرہ کے الگ الگ خدا مان کر انکی خیالی مورتیاں اور تصویریں بنا کر انکی پرستش کرتے اور انکو خوش کرنے کیلئے نذرانے چڑھاتے انکے سامنے جھکتے اور انکے نام پر خدا سے بڑھکر قربانی کے نام پر بھینٹ چڑھاتے ہیں۔دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بھی چیز کو صحیح طور سے چلنے کیلئے ایک ہی ذات کا کنٹرول ضروری ہوتا ہے تب ہی وہ چیز پورے نظم وضبط کے

ساتھ چلتی اوراسکے شعبوں اور پرزوں کا آپس میں صحیح تعاون برقرار رہتا ہے۔(مثالیں رہبری کیلئے ہیں برابری کیلئے نہیں)

موٹراوربس کے ڈرائیور کی مثال:- جب آپ کسی موٹر یا بس میں سفر کرتے ہیں تو کیا آپ نے دیکھا ہے کہ ایک موٹر یا بس کو چلانے کیلئے دس' دس' پندرہ' پندرہ ڈرائیور ہوتے ہیں یا ایک ہی ڈرائیور ہوتا ہے۔ایسا تو نہیں ہوتا کہ اسٹرینگ پر ایک ڈرائیور ہوتا ہے' بریک کا ایک ڈرائیور ہوتا ہے۔ پٹرول کا ایک ڈرائیور ہوتا ہے گیر بدلنے کا ایک ڈرائیور ہوتا ہے لائٹ ایک ڈرائیور ہوتا ہے پہیوں کا ایک ڈرائیور ہوتا ہے۔غرض ایک گاڑی کو چلانے کے لئے کیا دس دس پندرہ پندرہ ڈرائیور ہوتے ہیں یا ایک ہی ڈرائیور ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ ایک ہی ڈرائیور ہوتا ہے۔ جو لائٹ' گیر' اسٹرینگ' بیاٹری' بریک وغیرہ کو اکیلا ہی کنٹرول کرتا ہے اور پوری گاڑی کو وہ اکیلا ہی چلاتا ہے۔دنیا میں مختلف مشینیں بنائی جاتی ہیں۔کمپنی کی طرف سے انکی بناوٹ میں بھی یہ لحاظ رکھا جاتا ہے کہ مشین کے سارے پرزوں کا کنٹرول ایک ہی ذات کے ہاتھ میں ہو' تاکہ پوری مشین کو ایک ہی فرد کنٹرول کر سکے۔اسی وجہ سے پورے پرزوں میں تعاون برقرار رہتا اور کنکشن قائم رہتا ہے چنانچہ لاری اور بس میں بھی پہیوں' بریک' گیر' ہارن' لائٹ اور رفتار اور پٹرول کا تمام کنٹرول ایک ہی جگہ ہوتا ہے تاکہ ایک ہی ڈرائیور اکیلا پوری گاڑی کو کنٹرول کر سکے۔اور اسکے تمام پرزوں میں ایک دوسرے سے پورا پورا تعاون اور کنکشن برقرار رہے۔یعنی گاڑی کو جب بریک کی ضرورت ہو تو فوراً بریک لگایا جاسکے۔جب گیر بدلنے کی ضرورت ہو تو فوراً گیر بدلہ جاسکے۔جب رفتار بڑھانے گھٹانے کی ضرورت ہو تو رفتار بڑھائی اور گھٹائی جاسکے اور جب روشنی کی ضرورت ہو تو فوراً روشنی کھولی جاسکے' تمام پرزوں کے بروقت تعاون اور ربط کی وجہ سے گاڑی چل سکتی ہے۔اگر لائٹ ساتھ نہ دے' بریک تعاون نہ کرے' گیر ساتھ نہ دے تو گاڑی کا چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔

فرض کرلو کہ بریک کا ایک ڈرائیور ہو' پٹرول کی ٹانکی کا ایک ڈرائیور ہو۔گیر کا ایک ڈرائیور ہو' لائٹ کھولنے والا ایک ڈرائیور ہو' ہارن بجانے والا ایک ڈرائیور ہو' رفتار بڑھانے اور کم

کرنے والا الگ الگ ڈرائیور ہوں تو کھلی بات ہے کہ موٹر یا تو چلے گی ہی نہیں یا چلے گی تو حادثہ کا شکار ہوجائے گی۔اسلئے کہ اسٹرینگ والا ڈرائیور موٹر کو دوڑا رہا ہے اور بریک والا ڈرائیور وقت پر بریک نہ لگائے، روشنی والا ڈرائیور وقت پر روشنی نہ کھولے یا گیر والا ڈرائیور وقت پر گیر نہ بدلے اور تمام ڈرائیوروں میں ربط وتعاون نہ ہو، ہم خیالی نہ ہو تو انکے اپنے اپنے ارادوں کو عمل میں لانے سے جو نتائج پیدا ہوں گے انکو فساد کہتے ہیں اور گاڑی کی بربادی لازم ہوجائے گی۔اسلیے موٹر بنانے والی کمپنی اور ہر مشین بنانے والی کمپنی کو یہ بات معلوم ہے کہ مشین صرف ایک ہی ڈرائیور کے ذریعہ چل سکتی ہے۔اس لیے کمپنی موٹر کے تمام پارٹس کا کنکشن اسٹرینگ کے پاس جہاں ڈرائیور بیٹھتا ہے وہیں پر رکھتی ہے تا کہ موٹر کے تمام پارٹس میں ایک دوسرے سے پورا پورا تعاون رہے اور پوری موٹر ایک ہی ذات کے کنٹرول میں رہے۔موٹر کی یہ مثال سامنے رکھکر اب ذرا کائنات پر غور کرو اس کائنات کے دس دس بیس بیس خدا ہوتے تو دنیا کے تمام کاموں اور چیزوں میں ایسا زبردست تعاون نہ پایا جاتا۔ دس بیس تو کیا اگر دو خدا ہوتے تو دنیا کا سارا انتظام گڑبڑ ہوجاتا۔

<u>بادشاہ اور صدر کی مثال</u>:-اسی طرح دنیا کے اندر جتنے ممالک ہیں ان ملکوں کی حکومتوں میں کیا دو دو تین تین بادشاہ اور صدر ہوتے ہیں یا ایک ہوتا ہے؟ اگر دو دو تین تین بادشاہ یا صدر ہوجائیں تو وہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ ہر ملک کا ایک ہی بادشاہ یا صدر ہوتا ہے اور وہ اکیلا فوج، خزانہ، حمل ونقل، محکمہ تعلیم، محکمہ پولیس، محکمہ علاج غرض ہر محکمہ کا وہ اکیلا بادشاہ ہوتا ہے اور اُسی کے اشارے اور حکم پر پورے محکمے کام کرتے ہیں اگر ہر محکمے کے الگ الگ بادشاہ ہوجائیں تو پھر حکومت کا چلنا ناممکن ہوجاتا ہے۔حکومت چلانے کیلئے تمام محکموں کا حاکم اور کنٹرولر ایک ہی ہونا ضروری ہے۔کنٹرول کرنے والے ایک سے زائد ہوں تو حکومت چل نہیں سکتی۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی ایک ملک کے دو بادشاہ اور صدر ہوگئے وہ ملک فساد کے حوالے ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اسکے انتظامات برباد ہوگئے۔

<u>پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر کی مثال</u>:- اسی طرح کسی اسکول اور کالج کا ایک ہی پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر ہوتا ہے ایسا تو نہیں ہوتا کہ پہلی جماعت کا پرنسپل الگ، دوسری جماعت کا پرنسپل الگ، تیسری

جماعت کا پرنسپل الگ ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو اسکول یا کالج کا تمام نظم بگڑ جاتا ہے۔

شوہر کی مثال:- اسی طرح ایک عورت کا ایک ہی شوہر ہوتا ہے۔ اگر اسکے کئی شوہر ہو جائیں تو وہ عورت کی زندگی برباد اور بیماریوں کے حوالے ہو جاتی ہے۔ عورت کا سکون برباد ہو جاتا ہے۔

باپ کی مثال اولاد کیلئے:- ایک بچے کا ایک ہی باپ ہوتا ہے ایسا تو نہیں ہوتا کہ کپڑے بنانے والا باپ الگ' کھانا کھلانے والا باپ الگ' اسکول کی فیس دینے والا باپ الگ' دکھ درد میں علاج کرانے والا باپ الگ' زندگی گذارنے کے لئے' گھر کی سہولت دینے والا باپ الگ' اگر ایسا ہوگا تو بچے کی دیکھ بھال اور پرورش نہ وقت پر ہوگی اور نہ وہ اپنی ضرورتوں کو حاصل کر سکے گا' بلکہ اسکی زندگی ایک عجوبہ بن جائیگی۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا ایک ہی باپ بچے کی یہ ساری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

ایک سے زائد خدا ہوتے تو
فساد ہی فساد اور بگاڑ ہوتا اور کائنات چل نہیں سکتی تھی

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَ تَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبُّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الانبیاء ۲) ترجمہ: اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور بھی الہٰ ہوتے تو نظام ارض وسما درہم برہم ہو جاتا' پس اللہ جو عرش (تخت سلطنت) کا مالک ہے ان تمام (مشرکانہ) باتوں سے پاک ہے جو یہ اسکی طرف منسوب کرتے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط (المؤمنون ۹۱) ترجمہ: اللہ نہ کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اسکے ساتھ کوئی دوسرا الہ ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الہٰ اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ہر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوتا۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ٥ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ترجمہ: اے نبی (ان سے کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ اور الہٰ بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو انھوں نے عرش والے تک (پہنچنے) کا راستہ ضرور ڈھونڈ لیا ہوتا (یعنی ان میں مقابلہ آرائی ہوتی) یہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور بہت زیادہ بلند و برتر ہے۔

اگر کائنات کے کئی خدا ہوتے تو ہر روز خداؤں میں خوب لڑائی جھگڑے ہوا کرتے تھے۔

ایک خدا کہتا کہ آج دنیا میں سورج نکلے، دوسرا خدا کہتا کہ نہیں آج دنیا میں بارش ہونا چاہئے تیسرا خدا کہتا تھا کہ نہیں نہیں آج دنیا میں سردی ہی سردی رہے۔ اسی طرح ایک خدا یہ کہتا کہ انسانوں کے لئے صرف چاول پیدا ہو دوسرا خدا کہتا کہ نہیں نہیں پھل اور صرف ترکاریاں ہی پیدا ہوں۔ تیسرا خدا کہتا تھا کہ لوگ فلاں فلاں بُرائیوں میں مبتلا ہیں اس لئے انھیں سزا دی جائے اور دنیا میں قحط ہونا چاہئے۔ ایک خدا کہتا کہ فلاں کو بیٹا دینا چاہتا ہوں دوسرا خدا چاہتا کہ نہیں میں اس کو بانجھ رکھنا چاہتا ہوں تیسرا خدا کہتا کہ نہیں میں اس کو بیٹی دینا چاہتا ہوں۔ ایک خدا کہتا کہ میں فلاں قوم کو عزت دینا چاہتا ہوں۔ دوسرا خدا کہتا کہ نہیں نہیں میں اس کو غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہوں یا سب چھوٹے چھوٹے خدا ملکر اپنے علحدہ علحدہ گروپ بنا لیتے اور ایک دوسرے کو زیر اثر کرنے کے چکّر میں ہوتے یا پھر سب ملکر بڑے خدا کی خدائی پر قبضہ کرنے کی فکر میں رہتے غرض خداؤں کو لڑائی سے فرصت ہی نہیں ہوتی تھی۔ پھر کائنات کون چلاتا؟ اور مخلوقات کی ضروریات کو کون پورا کرتا۔ خوب یاد رکھیے کہ دو برابر کی قوتوں کا متفق رہنا ناممکن ہے۔ ایک اپنا اختیار چلانا چاہیگا دوسرا اپنا اختیار چلانا چاہے گا اس سے انتظام خراب ہو جائیگا۔

غور وفکر کرنے پر آسانی سے اللہ تعالیٰ اکیلا ہے سمجھ میں آتا ہے

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا

ترجمہ: اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے فرشتے اور اہل علم اس پر گواہ ہیں۔ (ال عمران ۱۸)

بارش کے برسنے کے نظام پر غور کیجئے:- مشرک انسان بادلوں سے پانی برستا ہوا دیکھ کر بادلوں کی اور پانی کی پوجا کرتا ہے، وہ قطعی یہ غور نہیں کرتا کہ بارش کے برسنے میں صرف بادلوں ہی کا نظام نہیں بلکہ بارش کے برسنے میں سورج، ہوا، پانی موسم سب مل کر کام کر رہے ہیں تب کہیں بادل بنتے اور برسات کے موسموں میں بارش ہوتی ہے، یہ کمال نہ بادلوں کا ہے نہ سورج کا ہے اور نہ ہوا کا اور نہ پانی کا اور نہ موسموں کا۔ یہ کمال تو ان تمام چیزوں کے پیدا کرنے والے کا ہے جو ہواؤں کے ذریعہ بخارات بنا کر اڑاتا اور بادلوں میں تبدیل کرتا ہے اور اپنی مرضی ومشیت سے ضرورت کے مطابق برساتا ہے۔ بادلوں میں اپنی طرف سے برسنے اور نہیں برسنے کی طاقت نہیں۔

زمین سے پیداوار کے نکلنے پر غور کیجئے:- اسی طرح زمین سے پیداوار نکلتی ہوئی دیکھ کر مشرک انسان زمین کی پوجا کرتا ہے۔ وہ یہ غور نہیں کرتا کہ زمین سے پیداوار کے نکلنے میں صرف زمین اکیلی کام نہیں کر رہی ہے' بلکہ زمین کے ساتھ ساتھ سورج' ہوا' پانی' بیج' کھاد (بیکٹریا) کیڑے وغیرہ سب مل کر کام کر رہے ہیں۔ تب کہیں پیداوار زمین پر نکل رہی ہے یہ صرف اور صرف ان تمام چیزوں کے مالک کا کمال ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کو مناسب وقت اور طریقے سے استعمال کرتا اور ان سے پیداوار کو ظاہر کر رہا ہے۔ مشرک انسان کو یہ بات اچھی طرح سمجھنا چاہئے کہ چیزوں میں جو کچھ کمال اور خوبی ہے' وہ انکا ذاتی کمال اور خوبی نہیں' دراصل اللہ تعالیٰ کا کمال اور خوبی ہے جو چیزوں سے ظاہر ہو رہا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا محتاج نہیں وہ پانی کی سطح پر بیل پیدا کرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بغیر زمین کے تالابوں کے پانی پر بیل تیرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ بعض درختوں پر بغیر زمین کے جڑیں لٹکتی ہیں۔ اسلیے مشرک انسان کو شرک سے بچانے کے لئے چیزوں کی حقیقت سمجھائی جائے۔

اگر کوئی انسان زمین' ہوا' پانی' نباتات' جمادات' حیوانات اور انسانوں کے لئے الگ الگ خدا مانتا ہے تو اسے ذرا یہ سوچنا چاہئے کہ زمین پر نباتات بھی ہیں' حیوانات بھی ہیں' انسان بھی ہیں اور دوسری مخلوقات بھی ہیں۔ ان سب کو ہوا' پانی' غذا' روشنی' گرمی اور سردی چاہئے ایسی صورت میں تمام خدا مجبور و محتاج ہوتے۔

نباتات کے خدا کی محتاجی:- اب اگر نباتات کے خدا کو نباتات اُگانا ہو تو زمین کے خدا سے پہلے اجازت لینی پڑے گی۔ کیونکہ دوسرے کی ملکیت میں اسکی اجازت کے بغیر تصرف کرنا درست نہیں' پھر نباتات کو زندہ اور باقی رکھنے کیلئے پانی' ہوا' روشنی اور گرمی کی ضرورت ہوتی ہے تو ہوا' پانی اور سورج کے خداؤں سے بھی مدد مانگنی پڑے گی تب ہی نباتات کی ضروریات کا انتظام ہو سکے گا اور نباتات باقی و زندہ رہ سکیں گے۔

انسانوں کے خدا کی محتاجی:- اسی طرح انسانوں کے خدا کو انسانوں کی پرورش کیلئے زمین' ہوا' پانی اور حیوانات و نباتات کے خداؤں سے مدد مانگنی پڑے گی' تب ہی وہ انسانوں کی ضروریات پوری کر سکے گا' ورنہ نہیں کر سکتا۔ اسلیے کہ انسان بغیر ہوا' پانی' غذا' روشنی کے زندہ نہیں رہ سکتا۔

انسانوں، حیوانوں اور نباتات کے خداؤں کی محتاجی:- سورج کی روشنی، گرمی اور سردی، انسانوں، حیوانوں اور نباتات کیلئے بے حد ضروری ہے، ایسی صورت میں انسانوں، حیوانوں اور نباتات کے خداؤں کو سورج کے خدا سے مدد مانگنی پڑتی، کہ وہ ان مخلوقات کیلئے اپنی روشنی، گرمی اور سردی کا انتظام کرے۔ زمین پر دن اور رات کا نظام لائے، موسموں کو تبدیل کرے، اگر سورج کا خدا انکار کر دے تو زمین کے تمام کاروبار ہی چوپٹ ہو جاتے۔

مختلف حیوانات کو انسان اپنی غذا اور سواری کیلئے استعمال کرتا ہے، جو حیوان زہریلے اور خطرناک ہوتے ہیں انسان ان کو مار ڈالتا ہے، اگر حیوانات کا خدا الگ ہو، تو حیوانات کیساتھ انسانوں کا یہ سلوک دیکھ کر وہ ناراض ہو جاتا اور انسانوں اور حیوانات کے خدا میں لڑائی ہوتی۔

بہت سے حیوانات کی غذا نباتات ہیں، جنھیں وہ میدانوں، جنگلوں میں چرتے پھرتے تلاش کر کے کھاتے ہیں۔ ایسی صورت میں حیوانات کے خدا کو نباتات کے خدا سے اجازت لینی پڑتی تھی کہ وہ حیوانات کیلئے نباتات کھانے کی اجازت دے۔ بہت سے جانور پانی پیتے اور زمین میں رہتے اور ہوا استعمال کرتے ایسی صورت میں جانوروں کے خدا کو پانی اور زمین اور ہوا کے خداؤں سے اجازت لینی پڑتی تھی۔

زمین میں زلزلے اور طوفان آتے ہیں، سینکڑوں انسان، جانور اور نباتات مر جاتے یا بہہ جاتے یا دب جاتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ اگر زمین، نباتات، حیوانات اور انسانوں کے خدا الگ الگ ہوتے تو زلزلے اور طوفان کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر ناراض ہوتے اور ان میں لڑائی جھگڑا ہوتا یا پھر زمین پر طوفان لانے کیلئے ضروری ہوتا کہ ہوا کے خدا کو پانی کے خدا سے مدد لے کر زمین کے خدا سے اجازت لینی پڑتی، یا زلزلہ لانے کے لیے زمین کو ہلانے کے لیے زمین کے خدا کو حیوانات اور نباتات کے خداؤں سے اجازت لینی پڑتی، یا اگر زمین کا خدا بغیر اجازت زلزلہ لا دے تو حیوانات اور نباتات وغیرہ کے خدا ناراض ہو جاتے کہ انسانوں کو سزا دینے کے لئے ہماری مخلوق کو کیوں مارا جا رہا ہے؟ ہوا کا خدا طوفان لا دے تو انسانوں، نباتات اور حیوانات کے خدا ناراض ہو جاتے کہ انسانوں کو سزا ہواؤں کا خدا کیوں دے رہا ہے؟ اور انسانوں کو سزا دینے کیلئے ہمارے حیوانات اور نباتات کا کیوں نقصان کیا جا رہا ہے؟ یا زمین کا خدا غصہ ہو کر

زلزلے کا حکم دے دے تو نباتات، جمادات، حیوانات، انسانوں کے خدا ناراض ہو جاتے کہ ہماری مخلوقات کو کیوں مارا جا رہا ہے؟ ان میں فساد شروع ہو جاتا، سخت گرمی اور سخت سردی سے انسانوں اور جانوروں کو پریشانی ہوتی اور بعض حالات میں وہ مر بھی جاتے ہیں، نباتات سوکھ جاتے ہیں، ایسی حالت میں ان تمام مخلوقات کے خدا سورج کے خدا سے ناراض ہو جاتے اور ان میں تصادم ہوتا۔

اسی طرح غور کرو، زمین سے پیداوار حاصل کرنے کیلئے کھیتوں کو تیار کرنا پڑتا ہے، ہل، ٹریکٹر چلا کر زمین کو نرم بنایا جاتا ہے۔ پھر زمین سے پیداوار اُگنے کے لیے بیج، ہوا، پانی، روشنی اور گرمی چاہئے، ان کی مدد کے بغیر زمین پیداوار نہیں اُگا سکتی، اب ذرا غور کیجئے کہ اگر خدا الگ الگ ہوتے تو زمین پر ہل چلانے کے بعد زمین کے خدا کو بارش کے خدا سے گذارش کرنی پڑتی تھی کہ میری زمین کے فلاں فلاں حصوں پر برسات کا موسم شروع ہو گیا ہے، آپ ذرا وہاں بارش برسا دیجئے اور پیداوار اگ جانے کے بعد پھر گذارش کرنی پڑتی کہ اب ذرا بارش کو بند کر دیجئے ورنہ میری فصل خراب ہو جائے گی۔ اسی طرح بادلوں میں پانی ختم ہونے کے بعد بارش کے خدا کو سورج کے خدا سے گذارش کرنی پڑتی کہ آپ شعاعوں سے پانی اوپر اڑائیے اور سورج کے خدا کو ہواؤں کے خدا سے درخواست کرنی پڑتی کہ وہ پانی کے بخارات کو ایک جگہ جمع کر کے بادل کی شکل میں لے کر اڑائیں کھیت پوری طرح تیار ہو جانے کے بعد اناج کے خدا کو حیوانات کے خدا سے التجا کرنی پڑتی کہ وہ کیڑے مکوڑوں، چوہوں سے فصلوں کو برباد نہ ہونے دیں۔

ذرا غور کیجئے کہ کائنات میں کئی خدا ہوتے تو کیا یہ کائنات کا نظام چل سکتا تھا؟ ہرگز نہیں اگر کئی خدا ہوتے تو کائنات کے نظام میں ربط و تعلق بالکل نہیں رہتا، جب کہ کائنات کی تمام چیزوں میں نظم و ضبط ہے۔ ہم آہنگی ہے، وہ ایک دوسرے سے مربوط ہیں، آپس میں زبردست ربط و ضبط رکھتے ہیں، زمین کا تعلق پانی سے ہے، پانی کا تعلق سورج اور ہوا سے ہے۔ حیوانات، نباتات اور انسان زمین، ہوا، پانی اور غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، انسان کا تعلق نباتات اور حیوانات سے ہے، انسان کھیتوں سے جو اناج اُگاتا ہے اسے انسان اور جانور دونوں کھاتے ہیں۔ جانور، انسانوں کی ضرورت ہے، پانی ہر جاندار کی ضرورت ہے، پانی انسانوں کو بھی چاہئے،

نباتات کو بھی چاہئے اور حیوانات کو بھی چاہئے سب ایک دوسرے کی ضرورت ہیں۔ اسلئے عقل بھی یہ بات مانتی ہے کہ سب مخلوقات کا ایک ہی خدا ہونا ضروری ہے۔ ایک سے زائد خدا ہوں تو کائنات میں ربط و تعلق قائم نہیں رہ سکتا اور پوری کائنات ایک سکنڈ میں ختم ہو جائیگی۔

پہاڑوں سے زمین میں ٹھراؤ باقی ہے' سورج' چاند' ستاروں سے زمین پر گرمی' سردی اور برسات کے موسم بنتے ہیں' دن اور رات کا نظام چلتا ہے' کائنات کی ہر چیز کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے سے تعلق و ربط رکھتی ہے اور یہ ربط و تعلق اور کنٹرول محض صرف ایک واحد اور اکیلا خدا ہونے کی وجہ سے قائم ہے' کئی خداؤں کا نظام نہیں۔ اگر کئی خدا ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور یہ ربط و تعلق بھی نہ رہتا۔ اگر کائینات میں کئی خداؤں کا راج ہوتا مثلاً ہندوستان میں رہنے والے نباتات پانی اور ہوا کے خداؤں کو مانتے اور چین میں رہنے والے ہندوستان میں ماننے والے خداؤں کو نہ مانتے، امریکہ میں رہنے والے روس میں ماننے والے خداؤں کو نہ مانتے تو جن جن خداؤں کا جس جس ملکوں کے لوگ انکار کریں گے تو وہ انکار شدہ خدا ان تمام انکار کرنیوالے لوگوں کی ضرورتیں پوری نہیں کرینگے۔ اور زمین کے ہر قطعہ میں تکالیف ہی تکالیف پیدا ہو جاتیں اور زمین کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ کسی ملک میں ہوا نہ چلتی اور کسی ملک میں پانی نہ برستا اور کسی ملک کے لوگ زراعت نہ کر سکتے تھے۔

مشرک انسان غور و فکر اور تفکر و تدبر سے کام لے تو اسے آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ کائنات میں کئی کئی خداؤں کا راج نہیں صرف ایک خدا کا کنٹرول ہے پھر کائنات کی تمام چیزوں میں انکا اپنا ذاتی کوئی کمال اور خوبی نہیں' وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کمال اور خوبی ہے جو ہر چیز سے ظاہر ہو رہا ہے اسلیے انسان کو چاہئے کہ کائنات کو تفکر و تدبر کی نگاہ سے دیکھے نہ کہ جانوروں کی طرح دیکھے' کائنات کی ہر چیز صرف اللہ واحد کا تعارف کرواتی ہے اور اللہ کے ایک اور اکیلا ہونے کو سمجھاتی ہے۔ غرض یہ کہ انسان کائنات میں غور و فکر کرے گا تو حقیقت اسکی سمجھ میں آئے گی اور وہ شرک میں مبتلا ہونے سے بچ جائے گا۔ اس کو اسطرح بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ جو خدا آسمانوں کا مالک ہے وہی خدا زمین کا بھی مالک ہے۔ اُسی وجہ سے آسمان اور زمین کا ربط اور

تعاون انتہائی عمدہ طریقہ سے ہے۔جس موسم میں زمین کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔آسمان سے اُسی موسم میں بارش ہوتی ہےاور زمین فوراً غلہ اوراناج اُگانے کے لیے تیار ہوجاتی ہے۔ جوخدا زمین اورآسمانوں کا کنٹرول کرنے والا ہےوہی خدا سورج ہوااور پانی کوبھی کنٹرول کرنے والا ہے' اُسی وجہ سے ہم اُن میں ربط اور تعاون دیکھ رہے ہیں' ہوائیں بھاپ بنا کر پانی کو زمین کے مختلف حصوں پر اڑائے لیے پھرتی ہیں اوراللہ تعالیٰ کے حکم سے برساتی ہیں۔

گائے' بھینس' بکری اور انسان کو جیسے ہی بچہ پیدا ہوتا ہے انکے تھنوں میں بچہ کی غذا دودھ کی شکل میں آجاتی ہیں یہ سب کچھ ایک ہی خدا کا کنٹرول ہونے کی وجہ سے ہے۔اگر دو یا دو سے زیادہ خدا ہوتے تو بچہ پیدا کرنے والا خدا بچہ پیدا کردیتا۔لیکن غذا کا دینے والا خدا اگر دودھ دیر سے پیدا کرتا تو بچہ مرجاتا۔اسلیے کائنات کی تمام چیزیں ایک ہی مالک کے اشارے پر کام کررہی ہیں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ایسا تعاون اور ربط اور کنکشن نہیں ہوتا۔اگر زمین' آسمان 'ہوا' پانی 'غلہ'اناج' سورج' چانداورستاروں کے الگ الگ خدا ہوتے اور کائنات کے انتظامات الگ الگ خداؤں کے ہاتھوں میں ہوتے تو دنیا میں نہ وقت پرسورج نکلتا نہ غروب ہوتا نہ وقت پردن نکلتا اور نہ وقت پر رات آتی۔نہ وقت پر بارش ہوتی اور نہ وقت پر گرمی کا موسم شروع ہوتا اور نہ وقت پر غلہ میوے اور ترکاریاں پیدا ہوتیں اور نہ پیدائش اور موت کا صحیح انتظام ہوتا۔ چونکہ کائنات کا خدا ایک اور اکیلا ہےاور وہی ہر چیز پر مکمل قدرت اور کنٹرول رکھا ہوا ہے۔اسلیے وقت پرسورج نکل رہا ہے۔اور وقت پر غروب ہورہا ہے۔ وقت پر دن رات آتے جاتے۔وقت پر سردی' گرمی اور برسات کے موسم آتے جاتے ہیں۔ وقت پر غلہ اناج میوے اور ترکاریاں دنیا میں آتی رہتی ہیں غرض یہ کہ کائنات کی تمام چیزوں میں اتنا سلیقہ' ڈھنگ' ربط اور تعاون اسلئے ہے۔کہ انکا کنٹرول کرنے والا اکیلا ہےاور ہرایک کی کنجی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

اگر کائنات کے کئی خدا ہوتے تو ان میں ہمیشہ لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ان میں باہم رسہ کشی ہوتی رہتی۔ وہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے۔ دنیا کے دو بادشاہوں میں لڑائی کی وجہ سے عوام کو مصیبت اور پریشانی اٹھانی پڑتی ہے غذاؤں اور دواؤں کی تکلیف ہوتی' آمدورفت کے راستے بند ہوجاتے' بجلی اور دوسری چیزوں کی تکلیف کے ساتھ

ملک میں افلاس' غربت اور پریشانی کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ بالکل اُسی طرح کائنات میں کئی خدا ہوتے اور اُن میں جب رسہ کشی' لڑائی جھگڑا اور جنگ ہوتی تو پوری کائنات کی مخلوقات کو پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہوجانا پڑتا۔ جنگ ہونے تک سورج کا نکلنا' بادلوں کا بننا' ہواؤں کا چلنا' غلہ اناج اور پیداوار کا اُگنا' رات کا آنا اور دن کا جانا' بارش کا برسنا سب کچھ رکا ہوا ہوتا اور ہزاروں مخلوقات بھوک' پیاس اور بیماریوں سے مرجاتیں۔ اس قسم کے حالات تھوڑے وقفہ سے دنیا میں پیدا ہوتے رہتے۔

اتنی بڑی کائنات ہے اوراس میں پھیلی ہوئی ہزاروں' لاکھوں مخلوقات ہیں جن کا نہ حساب لگایا جاسکتا ہے اور نہ کائنات کی ابتداء اور انتہاء کو ناپا جاسکتا ہے اور نہ سمجھا جاسکتا ہے ظاہر ہیکہ اتنی بڑی کائنات کو پورے نظم وضبط کے ساتھ چلانے اور کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر مکمل کنٹرول رکھنے کیلئے ایک ہی ذات مناسب ہے وہی ذات اس کائنات پر خدائی کرسکتی ہے جو غیر محدود ہو۔ ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے' کسی کی محتاج نہ ہو۔ کوئی اسکا شریک نہ ہو اور ہر چیز پر مکمل قدرت والی ہو۔ ہر ذرّہ کا اُسے علم ہو۔ کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہ ہو۔ ہر گھڑی' ہر ایک مخلوق کی ہر ضرورت پوری کرسکتی ہو۔ کائنات کی ہر چیز کی زندگی اور موت جسکے قبضہ میں ہو اور جو ہر قسم کے عیب ونقص سے پاک ہو وہ ذات صرف اللہ تعالیٰ ہی کی اکیلی ذات ہے جس میں یہ تمام خوبیاں اور کمالات ہیں' اتنی بڑی کائنات کو چلانے کیلئے ان تمام صفات کا ایک ہی ذات میں ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ تمام صفات الگ الگ خداؤں میں ہوں مثلاً کوئی رب ہو' کوئی خالق ہو' کوئی حاکم ہو اور کوئی رازق ہو' کوئی موت کا دینے والا ہو اور کوئی زندگی دینے والا ہو تو ہر ایک خدا دوسرے خدا کا محتاج ہی محتاج ہوگا اور اگر ایک نے دوسرے کا ساتھ نہ دیا تو کائنات تباہ وبرباد ہوجائیگی اسلیے اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو دنیا کے تمام کام اتنے ڈھنگ اور سلیقہ سے ہرگز نہ چلتے اور نہ اُن میں ربط وتعاون ہوتا اور کائنات میں فساد ہی فساد ہوتا اور زمین سے ایک دانہ اُگنا مشکل ہوجاتا اور مخلوقات کی ضرورتیں پوری نہ ہوتیں اسلیے کہ ضرورتوں کے پورا ہونے کیلئے ہوا' پانی' سورج' چاند' زمین' آسمان' بادلوں کا آپس میں ایک دوسرے سے ربط وتعاون کا ہونا

ضروری ہے لہذا جسطرح یہ اٹل سچائی ہے کہ یہ کائنات بغیر خدا کے نہیں ہے ویسے ہی یہ بھی سچائی ہیکہ اس کائنات کا خدا صرف ایک ہی نہیں اکیلا بھی ہے۔ یعنی اسکو دوسرے انداز سے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جسطرح یہ کائنات بغیر خدا کے چل نہیں سکتی اسی طرح یہ کائنات کئی خداؤں کے چل نہیں سکتی۔

اگر خداؤں کے درمیان صلح ہو جائے تو؟

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ خدا کئی ہوں اور آپس میں صلح کرلیں تو جھگڑے نہ ہوں گے، لیکن یہ بات درست نہ ہوگی۔ کیونکہ اسکا مطلب یہ ہوگا کہ ایک خدا دوسرے خدا سے دب گیا اور دبنے کا لازمی تقاضہ ہے کہ دبنے والا کمزور ہے اور جو کمزور ہو' وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا وہ ہے جو سب چیزوں پر غالب اور قوی ہو جو لڑائی سے بچنے کے لیے دوسرے سے صلح کرلے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اسکو دوسرے سے خوف ہے جسکو خوف ہو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ خدا وہ ہے جسکو کسی سے خوف نہ ہو اور سب کو اس سے خوف ہو۔ اسلیے صلح کے اصول کو بھی سامنے رکھکر کئی خدا نہیں مانے جاسکتے۔ ان باتوں سے ثابت ہو جاتا ہیکہ بے شک کائنات کا ایک ہی خدا ہے اور وہی سب کچھ کرتا ہے۔

روح کی مثال:- (مثال رہبری کیلئے ہے برابری کیلئے نہیں) ہمارے جسم میں دو روحیں نہیں ایک ہی روح ہوتی ہے۔ اگر دو روحیں ہوتیں تو جسم پھٹ کر خراب ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ایک روح کہتی کہ میں بدن کو بھوک لگانا چاہتی ہوں' دوسری روح کہتی کہ میں بدن کو بھوکا رکھنا چاہتی ہوں۔ ایک روح کہتی کہ میں جسم کو عبادت میں لگانا چاہتی ہوں' دوسری روح کہتی کہ میں جسم کو سلانا چاہتی ہوں' روحوں کو لڑائی سے فرصت ہی نہیں ملتی' پھر بدن کی پرورش کیسے ہوتی؟۔ اگر دو روحیں ہوں تو جسم کا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک میان میں دو تلواریں۔

ذرا غور کیجئے ایک چھوٹا بچہ اپنے باپ کے علاوہ کسی کو باپ نہیں کہتا اور ایک عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی کو شوہر نہیں کہتی مگر مشرک انسان اپنے خدا کے علاوہ دوسروں کو بھی خدا کہتے ہیں۔ جسے اپنے باپ کے علاوہ دوسروں کو باپ کہنا' اپنے شوہر کے علاوہ دوسروں کو شوہر

کہنا گالی' بے عزتی اور توہین ہے تو اسی طرح ایک بندہ اپنے مالک اور پروردگار کے علاوہ دوسرے کو خدا کہے تو یہ خود اس انسان کی توہین اور بے عزتی ہے دوسروں کو خدا مان کر یہ انسان خود اپنی ہی توہین کر رہا ہے مثلاً ایک بچہ یہ کہے کہ اسکے دس دس باپ ہیں ایک عورت یہ کہے کہ اسکے دس دس شوہر ہیں تو گویا بچہ خود اپنی توہین کر رہا ہے اسی طرح عورت بھی خود اپنی بے عزتی کر رہی ہے۔ مشرک انسانوں کا بھی یہی حال ہے کہ خدا کے علاوہ دوسروں کو خدا مان کر اپنی ہی توہین اور بے عزتی کر رہے ہیں۔

خدا کے اوتار کا تصوّر

عام طور پر مشرک انسانوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی مخلوق کا روپ اختیار کر کے اوتار کی شکل میں زمین پر آتا اور انسانوں کو درست کرتا ہے اور صحیح راستہ بتلاتا ہے۔ انکا یہ تصوّر ہے کہ دنیا کے اچھے انسان دراصل اوتار ہیں۔ خدا اوتار بن کر انسانی شکل میں زمین پر آتا ہے۔ چنانچہ مشرکین میں اوتار کا بہت زیادہ تصوّر ہے اور وہ اُن انسانوں کی مورتیاں بنا کر انکی پرستش کرتے ہیں۔

<u>اسکو ایک مثال سے سمجھئے</u> :- فرض کیجئے کہ کسی ملک یا کسی شہر یا کسی گاؤں میں گڑ بڑ اور فساد ہو جائے تو کیا اُس ملک کا بادشاہ یا صدر لوگوں کو سمجھانے کے لیے خود کسی کا روپ اختیار کر کے اس مقام پر جاتا ہے؟ نہیں۔ وہ کسی کے روپ میں نہیں جاتا بلکہ اپنے عوام کو سمجھانے اور درست کرنے کیلئے پہلے اپنے کسی خاص آدمی کو نمائندہ بنا کر اس مقام پر بھیجتا ہے اسکے باوجود اگر لوگ نہ مانے اور گڑ بڑ فساد برابر کرتے ہی رہیں تو پھر اپنی فوج کو روانہ کرتا ہے۔ غور کیجئے کہ دنیا کا صدر یا وزیر اعظم ایک ہی جگہ بیٹھ کر اپنے عوام کو کنٹرول کر سکتا ہے اور کسی کے روپ میں نہیں جاتا تو پھر کائنات کا یہ مالک اور خالق جو سب سے بڑا ہے اور ہر قسم کی قدرت رکھتا ہے جو ہواؤں' سمندروں' آسمانوں' زمین' جانوروں' درختوں' پہاڑوں' چاند' سورج' ستاروں' سیاروں' فرشتوں اور جنات وغیرہ کو اکیلا ہی کنٹرول کر رہا ہے تو وہ انسانوں کو درست کرنے کے لیے کسی کا روپ اختیار کر کے کیوں آئیگا؟ خدا کو انسانوں کا روپ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب وہ دوسری تمام

مخلوقات کو بغیر روپ اختیار کرے اکیلا ہی کنٹرول کرسکتا ہے۔ تو کیا انسانوں کو کنٹرول نہیں کرسکتا؟ اصلاح کرنے کیلئے اگر خدا کو کسی مخلوق کا روپ اختیار کرنا ضروری ہے تو پھر انسانوں کو درست کرنے کیلئے خدا کو انسانوں کا روپ اختیار کرنا پڑے گا۔ جنّات کو درست کرنے کے لیے نعوذُ باللہ جنّات کا روپ اختیار کرنا پڑے گا۔ فرشتوں کو درست کرنے کے لئے فرشتوں کا روپ اختیار کرنا پڑیگا۔

غور کرنے کی ضرورت:- فرض کر لیجئے کہ خدا ہندوستان میں کسی انسان کے روپ وشکل میں آیا تو پھر ذرا غور کیجئے کہ ہندوستان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک امریکہ' آسٹریلیا' انگلینڈ' روس' عربستان' افریقہ' جرمنی' لندن' ترکی وغیرہ میں بھی تو انسان رہتے ہیں وہاں کیوں خدا کسی کے روپ میں نہیں آیا۔ کیا خدا کی حکومت صرف ہندوستان پر ہی ہے یا پوری دنیا پر؟ کیا خدا کے بندے صرف ہندوستان ہی میں رہتے ہیں یا پوری دنیا میں؟ کیا خدا پوری دنیا کو چھوڑ کر صرف ہندوستان ہی میں رہنے والوں کو درست کرنا چاہتا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر دنیا کے دوسرے ممالک امریکہ' آسٹریلیا' انگلینڈ' روس' عربستان' افریقہ' ترکی' افغانستان وغیرہ میں کیوں خدا کسی کے روپ میں نہیں آیا؟ اور ہندوستان کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی اگر خدا اوتار بن کر آیا ہے تو پھر اُن اوتاروں کو بھی کیوں مانا نہیں جاتا؟ انکی بھی پوجا اور پرستش کیوں نہیں کی جاتی؟ ساری دنیا خدا ہی کی ہے' خدا کو تو ہر ملک اور ہر شہر میں کسی نہ کسی انسان کے روپ میں آنا چاہئے تھا۔ خدا صرف ہندوستان میں کیوں اوتار بن کر آیا۔ اچھی طرح یاد رکھئے۔ اللہ کسی کے روپ میں نہیں آتا اور کوئی بھی خدا کا اوتار نہیں ہوتا۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے ہیں وہ سب کے سب انسان تھے اور اپنی زندگی گذار کر دنیا سے انتقال کر گئے۔ اگر وہ خدا ہوتے تو کھانا کیوں کھاتے؟ پانی کیوں پیتے؟ شادی بیاہ کیوں کرتے؟ سوتے جاگتے کیوں؟ اور انتقال کیوں کر جاتے؟ اگر خدا نے یہ سب کام کیا تو پھر وہ خدا نہیں بلکہ وہ بھی ایک محتاج انسان ہے۔ خدا تو ہر قسم کی قدرت رکھتا ہے۔ خدا انسانوں کو درست کرنے کیلئے انسانوں ہی میں سے پیغمبروں کو چُن کر ان پیغمبروں کو احکام دے کر انسانوں کی طرف بھیجتا ہے اور پیغمبروں کے ذریعہ انسانوں کو صحیح

اور غلط، اچھے اور بُرے، نیکی اور بدی کے راستے کی تعلیم دیتا ہے۔ جب دنیا کا ایک معمولی بادشاہ اپنے ہی صدر مقام پر بیٹھ کر اپنے پورے ملک کو اپنے نمائندوں کے ذریعہ کنٹرول کرسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ دنیا کے ہر خطے اور ہر علاقے میں اپنے نمائندوں اور اپنے احکام بھیج کر کنٹرول نہیں کرسکتا؟ بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو اسی بداعتقادی نے آدمی سے خدا بنا دیا۔اللہ تعالیٰ نے دنیا کو امتحان وآزمائش کی جگہ بنا کر جن اور انسانوں کا امتحان لے رہا ہے اور انکو آزادی دے رکھی ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں اپنے اختیار اور مرضی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وبندگی اور غلامی کریں۔ وہ زبردستی کسی انسان اور جن سے اپنی اطاعت وبندگی نہیں کروانا چاہتا ہے۔ وہ انسانوں کو ہدایت دینے کیلئے پیغمبروں کو، کتابوں کو، عقل کو، ضمیر کو، فطرت کو ذریعہ بنایا ہے۔

ہر چیز میں خدا کے موجود ہونے کا تصوّر کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے

مشرک انسان کائنات کی تمام چیزوں میں اللہ کے ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کائنات کی کسی چیز میں نہ خدا حلول کرتا ہے اور نہ خدا میں کوئی چیز ضم ہوسکتی ہے اور نہ کسی چیز میں خدا جیسا ادنیٰ کمال موجود ہے اس کو مثالوں سے یوں سمجھئے۔(مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں) ایک شخص لوہا، لکڑی، کانچ، ربڑ، پٹرول، بیاٹری وغیرہ کے ذریعہ موٹر کار تیار کرتا ہے تیار کرنے کے بعد وہ شخص موٹر کے اوپر بیٹھے یا موٹر کے اندر بیٹھے یا موٹر کے نیچے بیٹھ جائے۔ ہر حال میں موٹر موٹر ہی رہیگی اور وہ انسان انسان ہی رہے گا انسان چاہے موٹر سے کتنا ہی قریب آجائے پھر بھی موٹر کی کوئی بھی چیز یعنی لوہا، آئینہ، ربڑ، پٹرول، بیاٹری وغیرہ انسان نہیں بن سکتی اور نہ ان میں انسان کی صفات پیدا ہوسکتی ہیں غرض یہ کہ انسان کا جسم یا جسم کا کوئی حصہ لوہا، ربڑ، یا پٹرول اور بیاٹری جیسا نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کائنات کے کسی حصے کے قریب رہے یا کسی کے دل میں رہے یا کائنات کی کوئی مخلوق ترقی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے پھر بھی وہ چیز نہ خدا بن سکتی ہے اور نہ خدا وہ چیز بن سکتا ہے۔اسی طرح ایک انسان اینٹ، سمنٹ، لوہا،

پتھر اور لکڑی کے ذریعہ ایک شاندار مکان تیار کرے اب سمجھو کے جیسے مکان کی ایک اینٹ مکان کا ایک حصہ اور ایک چیز ہے۔ سمنٹ مکان کا ایک حصہ اور ایک چیز ہے لوہا مکان کا ایک حصہ اور ایک چیز ہے۔ پتھر مکان کا ایک حصہ اور ایک چیز ہے۔ دروازہ اور کھڑکیاں مکان کا ایک حصہ اور چیزیں ہیں۔ کمرے مکان کے ایک حصہ اور چیزیں ہیں۔ مگر وہ انسان جو اس گھر کا مالک ہے۔ مکان کا ایک حصہ اور چیز نہیں۔ وہ علیحدہ ہے، مکان علیحدہ ہے۔ اس میں اور مکان میں کوئی برابری نہیں اگر اس گھر کا مالک دیواروں، کمروں اور دروازوں کے کتنا ہی قریب آجائے اور مکان کی چھت پر بیٹھ جائے یا کمرے کے اندر یا تہہ خانے میں چلا جائے تو وہ مکان یا مکان کا کوئی حصہ نہیں بن سکتا اور نہ مکان کی کسی چیز میں انسانی صفات پیدا ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح انسان جو مکان کا مالک ہے اُس کے جسم کا کوئی حصہ مکان کی اینٹ، پتھر، لوہا، سمنٹ، لکڑی بھی نہیں بنتا۔ مکان ایک الگ چیز ہے اور اسکا مالک ایک الگ ہستی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک ایسی ہستی ہے جو اس پوری کائنات کا مالک ہے۔ کائنات کی کوئی چیز کتنی بھی ترقی کرکے اللہ کے قریب ہوجائے پھر بھی مخلوق ہی رہے گی اور اللہ کائنات کے کتنے ہی قریب آجائے وہ اللہ ہی رہے گا مخلوق نہیں بن سکتا ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں عرش کے قریب تک جانے کے باوجود بندے اور عبد ہی رہے۔ اس تشریح سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ کائنات کی کوئی بھی مخلوق نہ خدا ہوسکتی ہے اور نہ اُس میں خدا کی صفات پیدا ہوسکتی ہیں۔ اس لئے نہ سورج خدا ہے، نہ چاند خدا ہے، نہ زمین خدا ہے، نہ فرشتے خدا ہیں، نہ نباتات خدا ہیں، نہ جانور خدا ہیں، اور نہ روپیہ پیسہ خدا ہے، اور نہ کوئی انسان خدا ہے، اور نہ کسی میں خدا جیسی صفات اور کمالات ہیں۔ کوئی مخلوق نہ تو زندگی میں خدا ہوسکتی اور نہ اسکے بعد کی زندگی میں خدا کا درجہ دیا جاسکتا ہے اور نہ وہ خدا میں ضم ہوسکتی ہیں۔ غیر مسلم جو یہ تصوّر رکھتے ہیں انسان یا دوسری مخلوقات میں خدا جیسی صفات وکمالات ہیں اور انسان مرنے کے بعد ترقی کر کے خدا کا جزء بن جاتا ہے یہ بالکل غلط عقیدہ اور خیال ہے مخلوق ہمیشہ مخلوق ہی رہے گی اور خالق ہمیشہ خالق ہی رہے گا۔

صفات کوذات سے علیحدٰہ نہیں کیا جاسکتا

مشرک انسان اللہ تعالیٰ کی ہر ضرورت کو علیحدٰہ علیحدٰہ خدا سمجھ کر اسکو علیحدٰہ علیحدٰہ نام دیتے ہیں اور ہر صفت کا خدا علیحدٰہ تصوّر کرتے ہیں۔ چنانچہ کسی کو مونث بنادیا اور کسی کو مذکر بنا دیا انسانوں کو دنیا کی چیزوں کا علم انکی صفات کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے' مثلاً اگر ہم ''کیلے'' کی حقیقت دریافت کریں تو یہ معلوم ہوگا کہ وہ میٹھا ہوتا ہے' بالکل نرم ہوتا ہے اور نہ سخت۔ اسکا رنگ پیلا یا ہرا ہوتا ہے' وہ جب پک کر تیار ہوجاتا ہے تو اس پر چھینٹے آجاتے ہیں۔ اسکے چھلکے پر پیر پڑجائے تو انسان پھسل جاتا ہے' اسکے مغز سے زیادہ اسکے چھلکے میں طاقت ہوتی ہے۔ ''کیلے'' کی یہ تمام صفات مثلاً ہرا اور پیلا ہونا، میٹھا ہونا، نرم اور سخت نہ ہونا اس کا چھلکا چکنا ہونا' اس میں سے کوئی چیز بھی بذات خود کیلا نہیں بلکہ اس کی کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح کسی انسان کی صفات بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً وہ بہادر ہے' عقل مند ہے' خوبصورت ہے، لمبا ہے ان میں سے کوئی صفت بھی انسان نہیں۔ مگر انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان نہ ہونے کی وجہ سے خدا کو صفات سے علیحدٰہ کردیا اور اسکے اسماء وصفات کے ساتھ غلط تصورات قائم کرکے اس کی ہر صفت کو علیحدٰہ علیحدٰہ خدا کا تصوّر دے دیا اور انکو چھوٹے چھوٹے خدا سمجھ کر ان کی پرستش اور عبادت شروع کردی یاد رکھیئے ذات سے صفت کبھی علحدہ نہیں ہوتی۔ ذات کے ساتھ ہی صفات رہتی ہیں مثلاً ایک انسان میں دیکھنے سننے اور بات کرنے کی صفات ہیں اور وہ ایک میل تک دیکھ سکتا ہے ،سو گز تک سن سکتا ہے تو اگر وہ ایک میل تک دیکھ رہا ہو تو اسکا دیکھنا اس کی ذات کے ساتھ ہوگا اسکا سو گز تک کا سننا اسکی ذات کے ساتھ ہوگا۔ یہ تو مخلوقات کی صفات ہیں۔ جو عارضی، محدوذ اور فانی ہیں خالق کی صفات کو مخلوقات کی صفات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود اور ذاتی ہیں۔ **استواء علی العرش** اسکیلئے ثابت ہے۔ مگر بادشاہوں کے استواء کی مانند نہیں اسکا استواء اسکی شان کے مطابق ہے جسے اسکی ذات کا تصوّر قائم نہیں کرسکتے' ویسے ہی اسکی صفات کا بھی مکمل ادراک نہیں کرسکتے' اسکی ہر صفت لامحدود ہے۔ وہ عرش سے فرش تک اور **تحت الثری** تک بغیر کسی واسطے اور ذریعہ کے دیکھتا ہے، سنتا اور ہدایت دیتا ہے، اسکا دیکھنا

انسانوں جیسا دیکھنا نہیں اور نہ انسان اللہ تعالی کی طرح سے سماعت و بصارت رکھتا ہے اور نہ اللہ تعالی کی سماعت و بصارت کو سمجھ سکتا ہے، مثلاً انسان آنکھیں تو رکھتا ہے مگر اسی چیز کو دیکھ سکتا ہے جو اسکی آنکھوں سے قریب ہو، درمیان میں اگر کوئی چیز حائل ہو جائے تو دیکھ اور سن نہیں سکتا انسان ان چیزوں کو بھی نہیں دیکھ سکتا جس پر ایک اُنگل کے برابر یا اس سے بھی کم مٹی پڑی ہوئی ہو جس سے وہ چیز ڈھک جائے مگر اللہ تعالی کیلئے دیوار، دوری، نزدیکی، زماں و مکاں کی قید نہیں وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن کو بھی جانتا ہے وہ اپنی صفات سے الگ نہیں ہے۔ اسلیے کہ ذات کے ساتھ صفات رہینگی۔ مثلاً ایک انسان خوش ہوتا یا غصہ ہوتا یا سوچتا ہے، یہ اسکی تمام صفتیں اس سے الگ اور دور ہو کر اپنی صلاحیتیں ظاہر نہیں کرتیں۔ مثال رہبری کیلئے برابری کے لیے نہیں بس ہم خدائے بزرگ کی صفات کو بھی علحٰدہ علحٰدہ شکلیں نہیں دے سکتے اور نہ علحٰدہ علحٰدہ ذاتیں بنا سکتے ہیں۔

خدا کے ساتھ اہل وعیال کا تصوّر بھی شرک ہے

عام طور پر مشرک انسان خدا کو بیوی بچہ اور خاندان والا سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہوتا ہیکہ انسان کی طرح خدا کے یہاں بھی اولاد کا سلسلہ چل رہا ہے، جس کی وجہ بعض انسانون نے پیغمروں کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بنا ڈالے اور بعض تو خدا کیلئے سینکڑوں بیویوں کا تصوّر قائم کیا۔ یہود کے پاس تو خدا عورتوں کو حاصل کرنے کیلئے عشق بھی کرتا ہے۔ اہل عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور اس کی اولاد قرار دیتے تھے یہ کھلم کھلا خدا کی ذات میں شرک ہوگا اللہ تعالی نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ وہ بیٹا، بیٹی جیسے رشتوں ناتوں سے پاک ہے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جب انسان کو اولاد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنے لیئے تو بیٹے پسند کرتا ہے اور اللہ پر تہمت اور بہتان باندھتے ہوئے خدا کے لیے بیٹیاں پسند کرتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ان مشرکوں سے کہو کیا تمھارے لیے بیٹے ہیں اور اس کے لیے بیٹیاں یہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہوئی۔ (سورۃ النجم ۱۹۔۲۳)

اہل عرب کا خیال تھا کہ خدا کے پاس بلا کسی واسطے کے نہیں جایا جا سکتا۔ اس وجہ سے وہ فرشتوں کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے تھے، اگر چہ کے وہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونے اور

حساب و کتاب دینے کو نہیں مانتے تھے مگر پھر بھی یہ کہتے کے بالفرض مرنے کے بعد اگر اٹھنا ہی پڑے اور حساب و کتاب کی نوبت بھی اگر آجائے تو یہ فرشتے ہماری سفارش کریں گے۔ اور ہم کو بچالیں گے اور ہم پر کوئی آنچ نہ آنے دینگے۔ اس لیے وہ انکی خیالی مورتیاں بنا کر پوجا کرتے تھے سورہ نجم میں لات، عزیٰ اور مناۃ آئے ہیں وہ فرشتوں کے بت تھے اور بتوں کو عورتوں کے نام سے رکھا گیا تھا۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے مشرک انسان اس پوشیدہ مخلوق کو دیوی دیوتا کے نام سے مانتے اور انکی پوجا کرتے ہیں۔ اور انکو الگ الگ کاموں کا خدا سمجھتے ہیں، حضورﷺ نے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ یہ پوشیدہ نورانی مخلوق خدا نہیں بلکہ خدا کے فرشتے ہیں، ان میں کچھ بھی خدائی شائبہ نہیں اور نہ وہ خدائی میں اپنی مرضی سے کوئی دخل رکھتے ہیں وہ خدا کی مطیع و فرمابردار مخلوق ہے اور خدا کے حکموں کو پورا کرتی ہے

اہل کتاب کا شرک

قرآن پاک میں اہل کتاب کے دو گرہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ یہ دونوں گروہ بھی اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، مگر یہود عزیرؑ کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اس کے علاوہ وہ اپنے علماء اور فقہوں کو بھی رب کا درجہ دے رکھے ہیں۔

اہل کتاب کو پاکی اور برتری کا دعویٰ، خدا کے چہیتے ہونیکا تصوّر

۱) یہودیوں کو سب سے بڑا غرور اور گھمنڈ اس بات پر تھا کہ وہ پیغمبروں کی اولاد میں سے ہیں۔

۲) انکو یہ بھی غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی کہ بنی اسرائیل کا گھرانا خدا کا خاص کنبہ اور خاندان ہے اور ان کے خاندان کے پیغمبر اور نبی چونکہ خدا کے پیارے اور محبوب ہیں اسلے ان کی اولاد اور نسل بھی دنیا اور آخرت میں یہی درجہ رکھتی ہے۔

۳) ان کی گمراہی کا یہ حال تھا کہ اپنے آپ کو پیغمبروں کی اولاد میں سے ہونے کا خدا کے پاس تقرّب کی علامت اور اسکی پکڑ سے نجات کے لیے کافی ہونے کا تصوّر بھی رکھتے تھے اسی وجہ سے وہ عمل اور اطاعت کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔

۴)انکے اندھے پن کا یہ حال تھا کے اولادِ پیغمبر میں سے ہونے کے تصوّر کی وجہ سے ان کو اس بات پر بڑا اعتماد تھا کہ وہ کبھی دوزخ میں نہیں جا سکتے ،اور دوزخ کی آگ ان کو چھو نہیں سکتی۔اگر وہ دوزخ میں گئے بھی تو وہاں صرف چند دنوں سے زیادہ نہیں رہیں گے۔ہمیشہ کی جہنم ان کے لیے نہیں ہے، کیونکہ ان کے خاندان کے بزرگ جو خدا کے مقرب اور برگزیدہ ہیں وہ ہر طرح سے ان کو بچا لیں گے۔

۵)جنت کے حقدار تو صرف وہی ہیں ان کیلئے ہی جنت بنائی گئی ہے دوسرا اس میں نہیں جا سکتا۔

٦)دنیا کے اندر ایمان کے ٹھیکے دار صرف وہی ہیں سب سے اچھے' سب سے اعلی اور سب کے امام اور سردار وہ اپنے آپ ہی کو تصوّر کرتے تھے جو انکے ساتھ رہے گا وہ ہی سیدھا راستہ پا سکتا ہے، جو ان سے الگ ہو وہ گمراہ ہے غرض یہود کو تقریباً اسی قسم کا غرہ تھا وہ اسی گمراہی میں زندگی گذار رہے تھے۔

قرآن نے انکے ان قام خیالات کی ہی بنا پر ان کو ہدایت الٰہی کی پیروی سے محروم قرار دیا۔ انکو رسولوں کے درمیان تفریق کرنے والا مجرم ٹھرایا، یہاں تک کہ ان کو اسلام ،خدا کی بندگی اور توحید سے بھی محروم قرار دیا،اور یہ اعلان کیا کہ نہ تم مسلم ہو نہ خدا کی بندگی کرنے والے ہو اور نہ موحد توحید والے ہو۔جو خدا کا فرمابردار،خدا کا بندہ وغلام اور صرف اللہ واحد ہی کا ماننے والا ہوگا وہ اپنے آپ کو خدا کے رنگ میں رنگے گا۔یعنی اللہ کا تقویٰ اختیار کریگا، وہ یہودیت اور نصرانیت کے رنگ میں نہیں رنگے گا۔یعنی وہ اللہ کی ہدایت کی پیروی کرے گا۔اور یہ بھی اعلان کر دیا گیا کے تم خدا کی بندگی نہیں کر رہے ہو۔ بلکہ اپنی قوم اور اپنے نبی کی پرستش کر رہے ہو۔

اسکے علاوہ اہل کتاب جادو گنڈے تعویذ،ٹونے ٹوٹکے وغیرہ یعنی علوم سفلی بھی سیکھ لئے تھے، یہ چیزیں تاریخ کے ہر عہد میں مذہب کے ماننے والوں کے لیے فتنہ بنی ہیں۔مذہب کی نفس پر بار بننے والی کڑوی کسیلی تعلیمات جب بے مزہ معلوم ہونے لگتی ہے اور نفس چٹخاروں کی تلاش میں ہوتا ہے تو یہ چیزیں رواج پا جاتی ہیں۔اور یہ چیزیں مذہب کے اصلی روح کی موت کی نشانی ہے، جس دن یہ فتنے کسی قوم کے ذہن ودماغ پر چھانے شروع ہوتے ہیں' وہی دن مذہب کی پاک تعلیمات کے زوال کا پہلا دن ہوتا ہے۔جو لوگ ان چیزوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔

کتاب الٰہی سے انکا تعلق ٹوٹ جانا لازمی ہے۔اور انکا رشتہ شیطان سے جڑ جاتا ہے،اس کے علاوہ اہل کتاب مشرک لوگوں کی حمایت بھی کرتے تھے‘ شرک کی حمایت خواہ کسی نوعیت سے ہو شرک ہے

نصاریٰ کا شرک

نصاریٰ کے پاس صورتحال اس سے بھی زیادہ بھونڈی ہے۔نصاریٰ کی اصلی حیثیت یہود کے اصلاح یافتہ فرقے کی تھی‘ نہ کہ ایک مستقل امت کی۔حضرت مسیحؑ نے خود فرمایا کہ ’’میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ اسکو پورا کرنے آیا ہوں‘‘ نصاریٰ کی ابتدائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں حضرت مسیحؑ کے ساتھی تمام تر توریت ہی کے احکام کی پابندی کرتے تھے۔ لیکن پال نے مسیحت کے تمام ظاہر و باطن کو بالکل مسخ کر ڈالا۔اس نے نصاریٰ کو ایک مستقل نام اور امت کی حیثیت دے دی۔توریت کے احکام کی پابندی صرف بنی اسرائیل کیلئے مخصوص کردی۔غیر بنی اسرائیل کیلئے توریت کی پابندی منسوخ کر کے شراب‘ سود وغیرہ کو جائز قرار دے دیا۔پھر آہستہ آہستہ مسیحت ایک مستقل امت کی حیثیت اختیار کر لی۔لیکن ایک ایسی امت کی جو کتاب وشریعت سے محروم ہے کیونکہ انجیل احکام سے بالکل خالی ہے اور توریت کی پیروی سے پال نے انکو آزاد کر دیا۔نتیجہ یہ نکلا کہ زندگی کے تمام معاملات میں عیسائی خدا کے بجائے اپنے علماء کے بدعات کے پیرو بن گئے۔یعنی جو کچھ وہ کرتے اور کہتے وہی خدا کا حکم بن جاتا۔

حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا ماننے کا تصوّر:۔ نعوذُ باللہ اگر کسی کو خدا کی بیوی مانی جائے تو وہ بھی اسکی ذات برادری کی ہی ہونا ضروری ہے۔ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ شوہر کی ذات الگ‘ بیوی کی ذات الگ ہو جسطرح انسان خود چیونٹی‘ مکھی‘ مچھّر کی ذات میں سے کسی کو بیوی نہیں بنا سکتا اور اسکو معیوب سمجھتا ہے۔اسی طرح خدا اپنے لیے انسانوں کی ذات میں سے بیوی کیوں بنائے گا؟ کیا کبھی ہم سوچ سکتے اور کہہ سکتے ہیں کہ کسی انسان نے مچھر کو اپنی بیوی بنایا ہو‘ جب یہ بات ناممکن اور سمجھ سے باہر کی ہے تو پھر خدا کے ساتھ انسانی جنس کو بیوی بنانا اور کہنا کیا واقعی بیوقوفی‘ نادانی اور احمق پن نہیں؟ اسی طرح اگر کسی کو خدا کا بیٹا بیٹی بنایا جائے تو وہ اسکی ہم جنس ہونا لازمی ہے۔غیر ہم جنس کو بیٹا بیٹی کیسے کہا جا سکتا ہے۔جسطرح ہم انسان کے ساتھ یا کسی جاندار

کے ساتھ اسکی جنس کے خلاف مچھر اور مکّھی اور پودے کو اسکا بیٹا' بیٹی نہیں مانتے اور نہیں کہتے تو پھر خدا کے ساتھ انسانوں کو یا فرشتوں کو بیٹا بیٹی کیسے کہتے ہیں اگر خدا کو بیٹا بیٹی ہوتو وہ خدا ہی کا ہم جنس ہوگا۔ اور پھر اس سے توحید باقی نہ رہے گی۔ اسلیے کہ توالد وتناسل سے کسی ذات کا اصل مادہ منتقل ہوتا ہے اور اسکے جز کا کچھ حصہ دوسرے میں منتقل ہوتا ہے۔ اسلیے خدا کے ساتھ انسانوں کو یا فرشتوں کو بیٹا بیٹی کہنا بیوقوفی' نادانی اور گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں۔ توالد وتناسل مخلوقات کیلئے زیبا ہے انھیں اسکی ضرورت ہے مگر یہ رشتہ خدا کیلئے زیبا نہیں عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا سمجھ لیا اور تمام دنیا کے انسانوں کو باپ اور بیٹوں کے رشتوں میں باندھ دیا۔ چنانچہ ہندوستان کے بیٹوں نے ماتاؤں کا تصوّر قائم کر کے خدا کے ساتھ نعوذ باللہ کئی کئی بیویاں بنا ڈالی اور سدا سہاگ فقیروں نے درگاہوں میں بسیرا ڈال کر چوڑیاں اور ساڑیاں پہن کر اور چوٹیاں پال کر بناؤ سنگار کیا اور خدائے قادر سے سوخیاں کرنے لگے اور اپنے آپکو نکاح سے دور رکھا۔

خدا اور بندے کیلئے لفظ باپ اور بیٹوں کا استعمال غلط ہے

خالق اور مخلوق کے رشتہ کو باپ اور بیٹے سے نسبت دے کر دنیا کے انسانوں کو گمراہی میں مبتلا کیا گیا چنانچہ وہ تمام لوگ جو خدا اور بندہ کے تعلق کو جسمانی اور مادّی رشتوں سے جوڑے تھے راہ سے بے راہ ہوگئے اور انکے عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی گمراہی میں مبتلا ہوگئے۔ چنانچہ کہیں پر ماں اور بیٹے کی اصطلاح قائم ہوگئی اور کہیں بیبیاں ماتائیں بن گئی۔ اسلئے اسلام انسانوں کو توحید کی خالص تعلیم دینے کیلئے ان مادّی اور جسمانی رشتوں سے نسبت دینے سے سختی سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ کیلئے باپ اور بیٹے جیسے الفاظ کا استعمال ضلالت اور گمراہی قرار دیا اور خدا اور بندے کے رشتے کو خالق اور مخلوق' عبد اور معبود کے رشتے کا اظہار کیا اور انسانی رشتوں کیلئے خالق' مخلوق' عبد اور معبود جیسے الفاظ استعمال کرنے کو شرک بتلایا۔ اسلام خدا کیلئے ایسے نام اور الفاظ بھی استعمال کرنے سے سخت منع کرتا ہے جو انسانوں کو شرک کی طرف لے جاتے ہیں اور توحید خالص پر باقی رہنے نہیں دیتے۔ اسلام نے خدا اور بندے کے رشتے کو خالق' رب' معبود اور عبد' بندہ کے الفاظ سے رشتہ قائم کرنے کی تعلیم دی وہ خدا کو اب (باپ) کے بجائے رب کہہ کر پکارنے کی تعلیم دیتا ہے اور اللہ کو تمام دنیا کا باپ نہیں بلکہ تمام دنیا کا رب کہتا ہے۔

''اب''اور''رب'' دونوں الفاظ کا باہمی تقابل

اگر ہم''اب''اور''رب''ان دونوں لفظوں کا باہمی معنوی مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے مقابلہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کو ماننے اور اس سے رشتہ قائم کرنے کی کتنی پاک صاف اوراعلیٰ تعلیم دی ہے۔''اب''یعنی باپ کا تعلق اپنے بیٹے سے ایک خاص حالت اور خاص وقت تک ہی برقرار رہتا ہے پھر ایک وقت اولاد پر ایسا آجاتا ہے کہ وہ جوان ہوجانے کے بعد باپ کی پرورش کی محتاج نہیں رہتی گویا اولاد کی نشونما اور ضروریات زندگی کیلئے باپ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ وہ اپنے باپ سے الگ مستقبل بے نیاز زندگی بسر کرتا ہے الٹا باپ بوڑھا ہوکر بیٹے ہی کا محتاج اور مجبور ہوجاتا ہے۔ جانوروں میں تو اولاد اپنے ماں باپ کو بھول جاتی اور انکے درمیان محبت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

مگر غور کیجئے کہ عبد اور معبود، خالق اور مخلوق کے درمیان جو ربوبیت، پرورش اور محبت کا تعلق ہے کیا وہ کسی وقت منقطع ہوسکتا ہے کیا بندہ اپنے خدا سے کسی ایک لمحہ کیلئے بھی بے نیاز اور مستغنی ہوسکتا ہے؟ کیا یہ تعلق باپ اور بیٹے کی طرح محدود اور مخصوص الاوقات ہے؟ نہیں بلکہ ہر بندہ ماضی، حال اور مستقبل میں صرف اور صرف اللہ ہی کی ربوبیت کا محتاج رہتا ہے۔مخلوق اور عبد ابتداء سے انتہاء تک اپنے خالق اور رب کی پرورش ونگہداشت کے محتاج ہوتے ہیں۔ یہ رشتہ ایک لمحہ اور ایک سکنڈ کے لئے بھی منقطع نہیں ہوتا۔ یہ رشتہ باپ اور بیٹے کی طرح محدود اور مخصوص الاوقات نہیں۔ بندہ ماضی میں یعنی جب عالم ارواح میں تھا تو بھی اللہ ہی کی ربوبیت اور رحمت کا محتاج تھا۔ دنیا میں بھی اللہ ہی کی ربوبیت اور رحمت کا محتاج ہے اور آئندہ جب وہ آخرت میں اٹھایا جائے گا تب بھی اللہ ہی کی ربوبیت اور رحمت کا محتاج رہے گا۔ایک لمحہ اور ایک سکنڈ کے لیے بھی خدا سے الگ اور بے نیاز نہیں ہوسکتا۔یعنی ربوبیت (پرورش) عبد اور معبود، خالق اور مخلوق کے درمیان اس تعلق کا نام ہے جو آغاز سے انجام تک ہے۔ یہ تعلق کبھی منقطع نہیں ہوسکتا۔اسی رشتے اور تعلق کی بنیاد پر دنیا کی مخلوقات کا وجود ہے اور وہ ذات جو ہر ہر منٹ اور ہر ہر سکنڈ پر ہر ایک کی ضرورت کو پورا کررہی ہے وہ رب ہی پکارا جاسکتا ہے باپ ہرگز نہیں پکارا جاسکتا۔ باپ اور بیٹے

کے الفاظ استعمال کرنے اور رشتہ لگانے سے خدا کے ساتھ مادیت، جسمانیت اور ہم جنسی، گوشت پوشت اور برابری کا تخیل اور تصوّر پیدا ہوتا ہے انسان نما ذات کا تصوّر پیدا ہوتا ہے لفظ ''رب'' سے خدا کے ساتھ مادیت، جسمانیت، ہم جنسی اور برابری کا تصوّر بالکل پیدا نہیں ہوتا اور اس میں انسانوں کی گمراہی اور ضلالت کا کوئی خطرہ ہی نہیں۔ مگر نصرانیت اور یہودیت نے انسانوں کو اس ضلالت میں مبتلا کر دیا۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہوئے باپ اور بیٹے کا رشتہ قائم کر دیا۔ اس فتنہ کا بانی بھی پال ہی ہے وہ یونانی زبان کا ماہر تھا۔ لطف یہ ہے کہ پال عبرانی زبان سے جو انجیل کی اصلی زبان تھی بالکل ناواقف تھا۔ اسکا تعلق انجیل کی اصلی زبان کے ساتھ وہی تھا جو ایک عجمی جاہل کا قرآن کی زبان کے ساتھ ہوسکتا ہے چنانچہ عبرانی زبان میں ابن کا لفظ عبد اور بیٹے کے مفہوم میں مشترک ہے اسی طرح ''اب'' کا لفظ باپ اور رب کے معانی میں مشترک ہے۔

انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے ابن اور خدا کیلئے ''رب'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ساتھ ہی جگہ جگہ انکو ابن آدم بھی کہا گیا ہے اور توحید کی بھی نہایت واضح لفظوں میں تعلیم دی گئی ہے۔ حضرت مسیح کے سچے شاگردوں کو ان باتوں کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں پیش آتی تھی۔ وہ بے تکلف ابن اللہ کا مطلب عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ اور ابی کا مفہوم ربی سمجھتے تھے۔ فرض کر لیجئے کہ اشتراک کی وجہ سے اگر کوئی شبہ پیدا بھی ہوسکتا تھا تو توحید کی واضح تعلیمات اسکے دور کرنے کیلئے کافی تھیں مثلاً یسوع نے اُس سے کہا کہ سب حکموں میں اول یہ ہے کہ اے بنی اسرائیل سن وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے اور تو خدا کو جو تیرا ہے اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر اول حکم یہی ہے تب اس فقیہ نے جواب میں کہا کہ خوب اے استاد تو نے سچ کہا۔ کیونکہ خدا ایک ہے۔ اسکے سوا اور کوئی نہیں صفحہ ۱۳ مرقس (انجیل) آج بھی یہ الفاظ انجیل میں موجود ہیں۔ پال جو انجیل کی اصلی زبان سے ناواقف اور یونانی زبان کا ماہر تھا ان ہی چند الفاظ نے اسکے لیے تاویل بازی اور فتنہ سازی کے دروازے کھول دیئے اور اس نے انجیل اور نصرانیت کا بالکل ہوا ہی بدل ڈالا اور انجیل کی شرح کو ایک نئے رنگ میں پیش کیا اور دعویٰ کیا کہ میرے لیے حضرت مسیح کے شاگردوں

کے الفاظ کی پیروی ضروری نہیں۔ بلکہ میرا علم براہ راست خود مسیحؑ سے ماخوذ ہے۔ پال کیلئے تمام تر گمراہی کا سبب عبرانی سے ناواقفیت تھی۔ یونان میں آ کر اب اور ابن کے الفاظ اپنے مفہوم سے بالکل علیحٰدہ ہو گئے تھے۔ عبرانی میں وہ بندے اور رب کیلئے استعمال ہوتے تھے۔ یونانی میں صریحاً وہ باپ اور بیٹے کے مفہوم میں ادا ہونے لگے۔ یہیں سے پال اور اسکے ساتھیوں کی گمراہی کو غذا ملی۔ نہ صرف وہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا دیئے بلکہ خدا کو سارے انسانوں کا باپ بھی بنا دیا گیا مثلاً انجیل متیٰ صفحہ۶ میں ہے۔ ''تمھارا باپ تمھارے مانگنے کے پہلے جانتا ہے۔ کہ تمھیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے بس تم اسی طرح دعا مانگو کہ'' اے باپ ہمارے جو آسمان پر ہے۔ تیرے نام کی تقدیس ہو۔ ہماری روز کی روٹی ہم کو بخش جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنا دین ہم کو بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔ بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین آگے فرماتے ہیں اسلئے کہ اگر تم لوگوں کے غلطیاں معاف کرو گے تو تمھارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمھیں بخشے گا۔ غور کیجئے کہ ان تمام ہدایتوں میں لفظ اب کا ترجمہ باپ سے کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں لفظ اب کا ترجمہ رب ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ عبرانی میں اب کے معنیٰ رب کے ہیں انجیل میں حضرت مسیحؑ کے یہ قول جو بار بار نقل کئے گئے ہیں کہ میرا باپ اور تمھارا باپ۔ قرآن پاک نے اسکی ٹھیک ٹھیک تعبیر یہ بتلائی ہے کہ وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام حقیقت میں میرا رب اور تمھارا رب فرماتے تھے۔

اسلام انسان کو بیٹا اور خدا کو باپ نہیں کہتا وہ خدا کو ''اب'' کے بجائے ''رب'' کہہ کر پکارتا ہے۔ وہ خدا کو تمام دنیا کا باپ نہیں بلکہ تمام دنیا کا رب کہتا ہے۔ ''اب'' اور ''رب'' دونوں لفظوں کا معنوی مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہیکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا عقیدہ اسلام کے مقابلہ میں کتنا پست ہے۔

وہ اللہ ہی ہے جس کے سواء کوئی معبود نہیں غائب اور ظاہر کا جاننے والا' وہی رحمٰن اور رحیم ہے وہ اللہ ہی ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس' سراسر سلامتی' امن دینے والا نگہبان' سب پر غالب' اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا' پاک ہے اللہ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اسکو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے اس کے لیے بہترین نام ہیں۔ ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست و حکیم ہے۔ (قرآن مجید سورہ الحشر ۵۹۔۲۲۔۲۴)

غیر فطری طریقے سے پیدا ہونا خدا بننے کی دلیل نہیں

عام حالات کیخلاف غیر فطری طریقے سے پیدا ہونا خدا بننے کی دلیل نہیں۔عیسائی یہ سمجھتے ہیں۔کہ سارے انسان ماں اور باپ کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں۔حضرت عیسیٰ عام حالات کے خلاف صرف ماں کے ذریعے ہی پیدا کئے گئے ہیں۔اسلئے انسانوں کی طرح انسان نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے۔

قرآن نے انکے اس غلط خیال کی مختلف جگہ مختلف طریقوں سے بھی تردید کی ہے بعض جگہ انکو حضرت آدمؑ سے تشبیہ دی ہے کہ بن باپ کے اگر پیدا ہونا خدا بننے کی دلیل ہے تو آدم کو بھی الہ ہونا چاہئے تھا،بعض جگہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ولادت کو حضرت مسیحؑ کے واقعہ کا مقدمہ قرار دیا ہے کہ اگر عام اسباب کے خلاف پیدا ہوجانا بھی خدا بننے کی دلیل ہے تو مرد کے بوڑھا ہوجانے اور عورت کے بانجھ پن کے باوجود کسی لڑکے کی پیدائش بھی خلاف عادت ہے تو پھر حضرت یحیٰ علیہ السلام کو خدا کیوں نہیں مانتے۔اسی طرح قرآن نے ماں اور بیٹے دونوں کے کھانا کھانے کو بھی انکی بشریت کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے' کہ کھانا کھانا بشریت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے،انجیل لوقا میں ہیکہ خود مسیحؑ نے بھی کھانا کھا کر اپنے حواریوں کو اپنی بشریت کا یقین دلایا۔

عیسیٰؑ روح اللہ:- عیسائی کہتے ہیں کہ مسلمان خود مساجد میں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت عیسیٰ روح اللہ پکارتے ہیں یعنی مسلمان خود کہہ رہے ہیں کہ عیسیٰ خدا کی روح ہے۔روح کے معنی نشانی کے ہیں یعنی حضرت عیسیٰؑ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر :- ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جس طرح وہ حضرت آدم اور حوا کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔اسی طرح حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھلوں، ترکاریوں اور اناج میں مختلف کیڑوں کا خود بہ خود پیدا ہونا (مثال صرف رہبری کیلئے ہے برابری کیلئے نہیں) انسانوں کو غور کرنا چاہئے کہ دنیا میں ہر روز مختلف چیزوں میں اللہ تعالی بغیر نر اور مادہ کے کیڑوں کو پیدا فرماتا ہے مثلاً پھلوں اور ترکاریوں وغیرہ میں چھوٹے چھوٹے کیڑے خود بہ خود پیدا ہو جاتے ہیں۔اس طرح چاول کو کتنا ہی صاف کر کے رکھئے چاول میں بھی کیڑا خود بخود خدا کی قدرت سے بغیر نر اور مادہ کے پیدا ہو جاتا ہے تو کیا ہم کیڑوں کو بھی خدا مانیں گے۔

بغیر مرغ کے مرغی کا انڈا دینا:-اسی طرح آج کے سائنسی دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مرغی بغیر مرغ کے صرف فیڈ feed کھا کر انڈا دیتی ہے اور ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں انڈے مرغیاں بغیر مرغ کے دے رہی ہیں،تو کیا ہم انڈے کو بھی خدا مانیں گے؟

مشین سے مرغی کا بچہ نکلنا! اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بغیر مرغی کے صرف مشین میں انڈے رکھنے سے انڈوں سے مرغی کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور ایک دو نہیں ہزاروں لاکھوں بچے مشین سے نکل رہے ہیں تو کیا ہم مشین کو یا مرغی کے بچوں کو خدا کہیں گے ؟

بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ مرغ اور مرغی کے ذریعے بھی انڈا پیدا کر سکتا ہے اور بغیر مرغ کے صرف مرغی سے انڈا پیدا کر رہا ہے اور پھر بغیر مرغی کے صرف مشین سے انڈوں میں سے بچے نکال رہا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے،تو پھر غور کرو کہ وہی اللہ کسی بندی (عورت) کے جسم سے بغیر مرد کے بچہ پیدا نہیں کر سکتا؟ جب اللہ تعالی کو عام اسباب کے خلاف بغیر مرغ کے صرف مرغی سے انڈا پیدا کرنا مشکل نہیں اور بغیر نر اور مادہ کے چھوٹے چھوٹے کیڑے پیدا کرنا مشکل نہیں تو کیا ایک انسان کو اسکی ماں کے پیٹ سے بغیر باپ کے پیدا کرنا کونسا مشکل کام ہے

بیشک اللہ تعالی انسانوں کو ہر روز یہ سبق دے رہا ہے کہ جیسے وہ بغیر نر اور مادہ کے کیڑے پیدا کرنے پر قادر ہے اور بغیر مرغ کے مرغی سے انڈا نکالنے پر قادر ہے اور مشن سے بچے نکالنے پر قادر ہے تو اسی طرح وہ ایک انسان کو بغیر ماں باپ کے بھی پیدا کر سکتا ہے،اور بغیر باپ کے صرف ماں سے بھی پیدا کر سکتا ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے صرف بی بی مریم کے بدن سے عام حالات کے خلاف پیدا فرمایا''اور دنیا کے انسانوں کو یہ بتلا دیا کہ حضرت عیسیٰ بھی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور خدا کو ہر قسم کی قدرت حاصل ہے۔

غور کرنیکی ضرورت :۔درخت سے درخت پیدا ہوتا ہے، جانور سے جانور ہی کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ایسا تو نہیں ہوتا کہ شیر سے مرغی کا بچہ پیدا ہو اور ہاتھی سے انسان کا بچہ پیدا ہو۔مگر تعجب کی بات ہے کہ انسان سے خدا کا بچہ کیسے پیدا ہوسکتا ہے، یا انسان کا بچہ خدا کا بچہ کیسے کہلایا جاسکتا ہے ؟انسان کا بچہ تو صرف اور صرف انسان ہی کا بچہ کہلایا جائیگا۔انسان کا بچہ خدا کا بیٹا نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح ایک اور بات یاد رکھئے کہ بیٹے کی ضرورت تو صرف اسی کو پیش آتی ہے جسکی زندگی مختصر ہو۔جسکو موت آنے والی ہو جسکے مرجانے کے بعد اسکی نسل ختم ہو جاتی ہے، نسل کو باقی رکھنے کیلئے بیٹے کی ضرورت ہوتی ہے، درخت کا بیج اور پودا نہ ہوتو درخت سوکھ جانے کے بعد اسکی نسل ختم ہوجاتی ہے انسان کو اولاد نہ ہوتو جائداد دوکان اور مکان کی نگرانی کرنے والا اسکی اپنی نسل میں سے کوئی بھی نہیں رہتا اور اس انسان کا نام بھی دنیا سے مٹ جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالی تو ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔اسکو تو اونگھ تک نہیں آتی۔اسکو پیدائش اور موت جیسی حالتیں ہی نہیں پھر اسکو بیٹا' بیٹی کی کیا ضرورت ہے وہ اکیلا ہے اکیلا ہی رہیگا۔ اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو بہت ہی واضح اور صاف طریقے پر سورہ اخلاص میں تعلیم دیا ہے۔حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے انتہائی برگزیدہ بندے اور پیغمبر تھے مگر وہ عبادت کے لائق نہیں۔نہ صرف حضرت عیسیٰؑ بلکہ ہم اپنے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ جو سارے انبیاء کے امام ہیں انکو بھی خدا نہیں مانتے اور انکی بھی پوجا اور عبادت نہیں کرسکتے' عبادت کے لائق تو صرف اور صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ہمارے پیارے پیغمبر کا خود ارشاد ہے کہ مجھے اس طرح آگے مت بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کو بڑھایا۔میں اللہ کا ایک بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا ایک بندہ اور اسکا رسول مانو۔

قیامت کے دن حضرت عیسیٰؑ سے سوال:۔قیامت کے دن اللہ تعالی حضرت عیسیٰ سے سوال کرے گا۔''اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالی فرمائیگا اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو خدا کہو، حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب لائق تھا۔کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں اگر ایسا میں نے کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا۔جو بات میرے دل میں ہے۔تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے

میں نہیں جانتا بیشک تو بڑا غیب دان ہے میں نے لوگوں سے صرف وہی کہا تھا جسکا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔یعنی ایک خدا کی عبادت کرو۔ جو میرا بھی خدا ہے اور تمھارا بھی اور جب تک میں ان میں رہا انکی خبر رکھتا رہا، جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو انکا نگران تھا۔اور تو ہر چیز سے خبردار ہے‘‘ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے آپکو خدا ماننے کا حکم نہیں دیا اور نہ وہ اسکو پسند کرتے تھے لیکن ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں کو یہ تعلیم دے رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ جو انبیاء مرسلین میں سے تھے وہ نہ خدا ہے اور نہ خدا کا بیٹا۔ایک عیسائی اپنے مذہب کی دعوت مسلمان کو دی اور کہا کہ عیسیٰ ہی سب کا خداوند ہے اور خدا کا بیٹا ہے۔

مسلمان نے جواب دیا حضرت مسیحؑ کو تم خدا اور خدا کا بیٹا مان رہے ہو جبکہ حضرت مسیح میں تمام حاجتیں اور محتاجیاں تھیں جو ایک فانی انسان میں ہوا کرتی ہیں۔ کھانا‘ پینا‘ سونا‘ قضائے حاجت کرنا۔ دکھ درد بیماری وغیرہ یہ تمام باتیں مخلوق میں ہوتی ہیں خدا میں نہیں ہوتیں۔ وہ تو اپنے آپکو خدا کا بندہ کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے یہ تو خدا کی قدرت کی نشانی ہے۔ اُن سے پہلے حضرت آدم کو اللہ نے اپنے تخلیقی کمال کے ذریعہ مٹی سے ماں اور باپ کے بغیر پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰ تو ماں کے ذریعہ پیدا ہوئے۔ ذرا غور کرو حضرت آدمؑ اپنی اس خصوصیت کے باوجود خدا اور خدا کے بیٹے نہیں بنے تو حضرت عیسیٰ جو خود حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ وہ خدا یا خدا کا بیٹا کیسے بن گئے؟ انکو خدائی درجہ کیسے حاصل ہو گیا؟ بیشک اللہ تعالیٰ نے انکی پیغمبری کی تصدیق کرنے کیلئے انکے ذریعہ معجزات ظاہر کئے۔ وہ اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور سفید داغ کے مریضوں کو اچھا کر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مگر اِن تمام باتوں سے ہم انکو خدا نہیں مان سکتے۔ اسلئے کہ اُن سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے پیغمبروں سے بہت سے معجزات ظاہر کئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے آگ میں زندہ رکھا اور آگ میں سے زندہ نکالا۔ جبکہ عیسائیوں کا دعویٰ ہیکہ یہود نے مسیح کو سولی دے دی اور وہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکے۔ ذرا غور کرو آخر کسطرح سمجھا جاسکتا ہیکہ وہ خدائی صفات کے حامل تھے۔ حضرت ابراہیم نے بھی پرندوں کو ذبح کر کے چار پہاڑوں پر رکھکر اللہ کے حکم سے زندہ کیا تھا۔ حضرت محمد ﷺ کو شجر اور پتھر سلام کرتے اور جانور آپ سے بات کرتے تھے۔ کنکریوں نے آپکے ہاتھ میں کلمہ پڑھا تھا۔ مسجد نبوی کا خشک تنا آپ سے جدائی پر رویا تھا۔

اور حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے لاٹھی پھینکتے تھے۔ تو وہ اژدھا بن گئی اور لاٹھی کو اللہ کے حکم سے مارنے پر سمندر میں راستہ بن گیا تو ذرا غور کرو کیا یہ تمام معجزات خدا بننے کی دلیل ہیں؟ ان تمام معجزات کے باوجود ہم مسلمان کسی پیغمبر کو اور اپنے پیغمبر کو خدا نہیں مانتے اور نہ اُن میں رتی برابر خدائی قدرت مانتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ تمھارے نزدیک کیسے خدا بن گئے؟ سچائی تو یہ ہے کہ تمام پیغمبر اللہ کے بندے تھے ان میں کچھ بھی خدائی صفات نہیں تھیں تمام پیغمبروں کو اللہ کے بندے مان کر سچا مانا جائے اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا آخری پیغمبر اور بندہ مان کر ایمان لایا جائے تب ہی کامیابی ہے ہر مذہب کا ماننے والا اپنے آپکو حق پرست اور سچا سمجھتا ہے۔ مگر ہم سب کو عقل سے کام لینا چاہئے۔ حضرت عیسیٰ کا خون اگر تمام انسانوں کا کفارہ بنا ہے۔ تو ذرا غور کرو وہ خدا تھے تو انکے جسم میں خون کیسے آ گیا؟ پھر اللہ نے اپنے ایمان والے بندوں کیلئے جنت بنائی اور ایمان کا انکار کرنے والوں کیلئے دوزخ۔ اگر حضرت مسیحؑ کو یہ بات معلوم ہوتی تو وہ خواہ مخواہ اپنے آپکو مصیبت میں مبتلا نہ کرتے اور کفارہ دینے کی ضرورت بھی باقی نہ رہتی۔ مسلمان نے جواب دیا کہ ہمارا ایمان اسوقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا پیغمبر نہ مانیں، ہم حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے، بلکہ وہ اللہ کے پیغمبر تھے۔ دوسرے پیغمبروں کی طرح ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

مسلمان نے عیسائی سے کہا کہ فرض کرو کہ اگر حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے تھے تو پھر بتاؤ کہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے لیکر حضرت موسیٰؑ کے زمانے تک خدا کا یہ بیٹا کہاں گیا تھا، جتنے انسان حضرت آدمؑ سے حضرت موسیٰؑ تک پیدا ہوئے انکو تو معلوم ہی نہیں ہوا کہ حضرت عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔ اور نہ وہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو خدا بیٹا مانیں آخر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے حضرت عیسیٰ خدا کا بیٹا ہونے کا اقرار کیوں نہیں کرایا؟ عیسائی نے جواب دیا کہ دنیا کے بادشاہ جیسا حکم بدلتے ہیں ایسا ہی خدا نے بعد میں حکم دیا ہے۔ کہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانو یہ سب بکواس ہے۔

سارے پیغمبروں کی دعوت کا نچوڑ:- مسلمان نے کہا کہ پیارے دوست یہ بات غلط ہے جتنے پیغمبر حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک دینا میں تشریف لائے انمیں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ حضرت عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور سب ہی پیغمبروں نے یہ تعلیم دی کہ خدا اکیلا ہے۔

اور اسکا کوئی شریک نہیں ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک تو خدا نے یہ حکم دیا کہ انسان خدا کو اکیلا مانے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور پھر عیسیٰؑ کے بعد خدا انسانوں کو یہ حکم دے کہ خدا کو اکیلا مت مانو بلکہ خدا کے ساتھ خدا کا بیٹا بھی مانو یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ بات بالکل غلط ہے خدا نے ایسا حکم دیا ہی نہیں ۔

خدا نے جو حکم حضرت آدمؑ سے حضرت موسیٰؑ تک اپنے بندوں کو دیا تھا کہ خدا کو ایک مانو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ۔ وہ ہی حکم حضرت عیسیٰؑ بھی لائے اور وہی حکم ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ بھی لائے اور قیامت تک جتنے انسان پیدا ہونگے ان سب کو وہی حکم ماننا ہوگا کہ اللہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں تب ہی انسان کامیاب ہوسکتا ہے ۔ مگر عیسیٰؑ کی قوم نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا کر اللہ کیساتھ باپ بیٹا اور بیوی جیسا گندہ اور ناپاک عقیدہ قائم کرلیا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم کو وہی تعلیم دی جو حضرت آدمؑ سے موسیٰؑ تک دی گئی تھی کہ اللہ کو ایک اور اکیلا مانو اسکا کوئی شریک نہیں ۔

خدا کا بیٹا انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بن جانے کا تصوّر

اسی طرح عیسائیوں کا عقیدہ تھا اور ہے باپ خدا نے تمام انسانوں کی طرف سے جو موروثی اور طبعی طور پر گنہگار ہیں ۔ اپنے پیارے اور اکلوتے بیٹے کو قربانی کیلئے سولی پر چڑھا دیا ہے اور اسکے خون سے تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ دیدیا ۔ اب سارے انسان گناہوں سے پاک وصاف ہوگئے ۔ چنانچہ اب عیسائی تصوّر رکھتے ہیں کہ پوپوں کو گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ہے ۔ اور وہ اعتراف گناہ پوپوں کے سامنے کرتے ہیں اور انکے پوپ ان سے کچھ جرمانہ لے کر آپنے آپ کو گناہوں کے معاف کرنے والا سمجھتے ہیں ۔

پہلی بات یہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا خدا نعوذ باللہ ظالم ہے جو اپنے بُرے باغی اور نافرمان بندوں کو معاف کرنے کیلئے ایک بے قصور اور معصوم اور نیک اور صالح بیٹے کو سولی پر چڑھادے یہ تو نعوذ باللہ خدا کی ناانصافی ہوجائے گی خدا تو خوب انصاف کرنے والا ہے ۔ اگر فرض کرلیا جائے کہ سارے انسانوں کے گناہ معاف کرنے کیلئے حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھادیا گیا۔

تو پھر قیامت تک جتنے انسان دنیا میں پیدا ہونگے چاہے وہ ہندو ہو یا سکھ ہو یا یہودی ہو یا مسلمان ہو کوئی بھی گنہگار نہیں رہا اسلیئے کہ سارے انسانوں کے گناہ معاف کرنے کیلئے عیسیٰ کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ تو ہر انسان گناہ سے پاک ہوگیا۔ پھر یہ بتاؤ کہ تم لوگ دوسروں کو عیسائی بنانے کی محنت کیوں کر رہے ہو، عیسائی نے کہا نہیں، عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانو تو گناہ معاف ہونگے مسلمان نے کہا اسکے معنی یہ ہوئے کہ تمھارے عیسیٰ کو سارے انسانوں کی طرف سے نہیں بلکہ صرف عسائیوں کے گناہ معاف کرنے کیلئے سولی پر چڑھا یا گیا ہے یہ سب باتیں غلط ہیں، حضرت عیسیٰ کو کوئی سولی وغیرہ نہیں دی گئی۔ وہ اللہ کے حکم سے آسمان پر اٹھالئے گئے۔ ایک اور مثال یادرکھو کہ اگر کسی کا ایک بیٹا اور دس بیس نوکر ہیں تو کیا وہ شخص اپنے نوکروں کی بدمعاشیوں اور نافرمانیوں کو معاف کرنے کیلئے اپنے ہی بیٹے کو سولی پر چڑھا دیتا ہے۔ یا کسی کے دس بیٹے ہیں۔ اس میں نو نافرمان اور بدمعاش ہیں اور ایک فرماں بردار نیک ہے تو کیا کوئی بھی نو بدمعاش اور نافرمانوں کو معاف کرنے کیلئے اپنے ایک نیک اور صالح بیٹے کو ہی سولی پر چڑھا دیتا ہے۔ یہ تمام باتیں جھوٹ ہیں۔ جو عیسائی علماء اپنی طرف سے ایجاد کرلئے ہیں۔ اور آسمانی کتاب انجیل کو پوری کی پوری بدل ڈالے۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو دو طرح سے ظاہر فرماتا ہے

۱) قدرت اللہ ۲) فطرت اللہ (Nature)

قدرت اللہ میں بغیر کسی اسباب کے قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں کسی فرشتے، کسی ذریعہ اور واسطے کے بغیر کام ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ کُن اور فیکون سے بھی جتنے کام ہوتے ہیں وہ سب قدرت اللہ ہی ہونگے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے قادر ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّاؑ کا بغیر ماں باپ کے پیدا ہونا قدرت اللہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں زندہ رہنا قدرت اللہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سمندر پر سے راستہ بنا کر چلنا قدرت اللہ ہے۔ آپ کی لکڑی کا اژدھا بن جانا قدرت اللہ ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام کے زمانے میں پہاڑ سے اونٹنی کا نکلنا قدرت اللہ ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں زمین وآسمان میں سے پانی کا نکلنا بھی قدرت اللہ ہے۔اصحاب کہف کا ۳۰۰ سال نیند میں سوتے رہنا بھی قدرت اللہ ہے۔اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بھی قدرت اللہ ہے اور آپ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا بھی قدرت اللہ ہے اور قیامت کے سامنے زمین پر اُتارا جانا بھی قدرت اللہ ہے ۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا معراج پر تشریف لیجانا بھی قدرت اللہ ہے۔ یہ سب اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں وہ بغیر اسباب اور ضابطے کے بھی سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔مگر اس نے دنیا کو دارالاسباب بنا کر امتحان اور آزمائش کی جگہ بنایا ہے اور دنیا میں بہت سارے کام واسباب کا پابند ہو کر اصول اور ضابطے سے کرتا ہوا نظر آتا ہے مثلاً سورج سے روشنی اور گرمی پہنچا تا ہے۔ ابر سے پانی برسا تا ہے۔ ہوا سے جانداروں اور نباتات کو پالتا ہے زمین سے غلّے اور غذاؤں کو اُ گا تا ہے۔ جانوروں سے دودھ' انڈے اور گوشت دیتا ہے۔ جانداروں کو نر اور مادہ سے پیدا کرتا ہے۔تو یہ سب کام فطرت اللہ کے تحت ہوتے ہیں جسکو غیر مسلم نیچر (Nature) بھی کہتے ہیں۔ نیچر یعنی فطرت اللہ میں ضابطے' قانون اور اصول ہی کے تحت سارے کام ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔فطرت اللہ کا دوسرا نام نیچر اللہ بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔انسان اور جن کے امتحان اور آزمائش کیلئے دنیا کے تمام کاموں کو وہ فطرت اللہ کے تحت کرتا ہے مگر اس کا پابند نہیں' وہ اپنے کام فطرت اللہ اور قدرت اللہ دونوں طرح سے کرنے پر قادر ہے۔ دراصل دونوں کام قدرت اللہ ہی ہیں ہم سمجھانے کیلئے فطرت اللہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔خدا کے ساتھ بیٹا بیٹی اور بیوی کا عقیدہ ایک بہت بڑا بہتان ہے خدا کے لیے اولاد کا عقیدہ یا بیوی کا عقیدہ انتہائی غلط اور بے بنیاد الزام اور عقیدہ ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں انکے پاس اس عقیدے کو ثابت کرنے کیلئے کسی طرح کی دلیل اور ثبوت نہیں ہوتا۔ وہ اس عقیدے کو سمجھانے کیلئے عجیب عجیب بے بنیاد باتیں اور عقل میں نہ آنے والی باتیں کرتے ہیں یہ عقیدہ اور خیال دراصل انکے دماغوں کے گمراہ خیالات ہوتے ہیں۔اس قسم کا عقیدہ خدا کی ذات پر نا قابل برداشت بہتان ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسان تھے انکا جسم خون ہڈی چمڑے اور رگوں کا ہی مجموعہ تھا۔ انکی والدہ اور وہ کھانا کھاتے پانی پیتے اور سوتے بھی تھے۔ انکو وہ ساری حاجتیں تھیں جو ایک عام انسان کو ہوتی ہیں وہ بھی ماں کے پیٹ ہی سے پیدا ہوئے انکی والدہ بھی انسانی جنس سے تھیں۔ اسلئے انسان سے پیدا ہونے والا بچہ انسان ہی ہوتا ہے۔ خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہوسکتا۔ جو پیدا ہوتا ہے اور جس میں تغیرات آتے ہیں وہ خدا نہیں ہوتا۔

انسانوں کو خدا مان کر ذات میں شرک کیا جاتا ہے

دنیا میں سینکڑوں انسان اپنے جیسے محتاج اور مجبور انسانوں کو خدا مان کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات میں شرک کرتے ہیں۔ مشرک انسان بعض انسانوں کے غیر معمولی حالات کو دیکھکر یا ان میں خوراخ عادات دیکھکر ان سے بے حد متاثر ہوجاتے ہیں اور انکو خدا جیسا سمجھتے یا انکو خدائی طاقت رکھنے والا سمجھتے اور زندگی ہی میں انکو خدا کے نام سے یاد کرتے اور خدا سمجھ کر انکا دیدار کرتے ہیں۔ پھر انکے مرنے کے بعد انکی پوجا پرستش شروع کردیتے ہیں۔ دنیا کا بڑے سے بڑا انسان خدا نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کے کوئی پیغمبر اور رسول بھی خدا نہیں ہیں۔ تمام پیغمبر بھی اللہ ہی کے محتاج تھے۔ اللہ جیسا کوئی نہیں اور کسی میں اللہ کی طرح ذرا سی بھی قدرت نہیں۔

ذرا غور کیجئے انسان آخر کیسے خدا ہوسکتا ہے؟ وہ تو گوشت' ہڈی' خون' چمڑے وغیرہ کا مجموعہ ہے اور یہ تمام چیزیں ہوا' پانی' غذا کی محتاج ہیں۔ ان تینوں چیزوں کے بغیر یہ پرورش نہیں پاسکتا۔ انسان کے تمام اعضاء میں ہر روز تغیر آتا رہتا ہے۔ وہ بچپن' جوانی اور بوڑھاپے سے گذرتا ہے۔ اسکی بینائی' سماعت' بصارت اور بات کرنے' عقل وفہم قوت کی صلاحیتوں میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے اور بوڑھاپے میں وہ ان تمام نعمتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔ گویا انسان محتاج ہے آنکھوں کا' کانوں کا' زبان کا' غذاؤں کا' پانی کا' ہوا کا' نیند اور آرام کا' یہاں تک کہ پیشاب پاخانے کا' اگر بول براز کی ضرورت وقت پر پوری نہ ہوتو انسان کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ بھلا ایسا محتاج اور فقیر انسان خدا کیسے ہوسکتا ہے؟

انسان کی یہ بھی محتاجی ہے کہ وہ بغیر اسباب کے اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال بھی نہیں کرسکتا اور بغیر اسباب کے کسی کی مدد بھی نہیں کرسکتا۔ اگر دماغ میں خرابی پیدا ہو جائے تو کپڑے اتار کر پاگل اور دیوانہ بن کر برہنہ ہو کر پھرتا ہے۔ بیمار ہو جائے تو دواؤں کا محتاج، جسم ڈھانکنے کیلئے کپڑوں کا محتاج، سانس کیلئے ہوا کا محتاج، پیاس بجھانے کیلئے پانی کا محتاج، بھلا ایسا محتاج اور مجبور انسان کیا خدا ہوسکتا ہے۔ ذرا غور تو کیجئے اور عقل سے کام لیجئے۔

پھر یہ بھی ذرا غور کیجئے کہ کیا کوئی انسان کسی ستارے یا سیارے کے بنانے میں حصہ لیا۔ ستارے اور سیارے کو بنانا تو بڑی بات ایک مکھی اور مچھر تک کو پیدا نہیں کرسکتا اور پیدا کرنا تو بہت بڑی بات اگر مکّھی کوئی غذا کا دانہ لے کر اڑ جائے تو کسی مکّھی سے چھڑا نہیں سکتا۔ مجبور اتنا کہ مچّھر اسکو کان میں آواز دے کر کاٹتا ہے۔ اس سے بچ نہیں سکتا۔ آخر وہ الہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اور اتنا ہی نہیں وہ ہزاروں جراثیم جو کسی ایک مکّھی اور مچّھر کے پیٹ میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک جرثومہ بھی کسی کی صحت پر حملہ آور ہو جائے تو وہ بے بس ہو جاتا ہے۔ اتنا مجبور اور بے بس اور محتاج انسان خدا کیسے ہوسکتا۔ یہ تو انسانی عقل کی گمراہی ہی گمراہی ہے۔ کہ وہ اپنے جیسے مجبور اور محتاج انسان کو خدا مان رہا ہے۔

اللہ کو ایک اور اکیلا ماننے والے ہمیشہ ظلم وزیادتی کا شکار ہوئے

قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ایک اور اکیلا مان کر ایمان لائے ان پر سخت قسم کے مظالم ڈالے گئے۔ انکو لوٹا اور برباد کیا گیا۔ اور ہمیشہ انکو بے عزت اور ذلیل کر کے گھر سے بے گھر کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ میں اللہ کو ایک ماننے کی دعوت دی اور آپ پر جو لوگ بھی ایمان لائے ان پر ظلم و زیادتی کی انتہا کر دی گئی۔ اور انکے لئے مکہ کی زمین کو تنگ کر دیا گیا۔ حضرت سمیّہ کو شرم گاہ میں چھرا مار کر قتل کیا گیا۔ انکے بیٹے حضرت یاسرؓ کو چاروں اونٹوں سے ہاتھ پیر باندھ کر چاروں اونٹوں کو الگ الگ سمت دوڑایا گیا اور انکے جسم کے اعضاء الگ الگ کر دئے گئے۔ حضرت قبابؓ کے جسم کے اعضاء کے پورے پورے کاٹے گئے۔ اور کئی صحابہ کو گرم ریت پر

لیٹا کر انگاروں سے چر کے دئے جاتے تھے۔ ذلت کا سلوک کیا جا تا تھا اور حضورؐ کو قتل کرنے کی سازش تیار کی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے جب اللہ تعالیٰ کو ماننے کی دعوت دی اور جادوگر اللہ تعالیٰ کو ایک مان کر ایمان لائے، تو فرعون نے انکے ایک ہاتھ اور ایک پیر کو کاٹ کر قتل کیا۔ نسائی، ترمذی اور طبرانی کی حدیثوں میں اصحاب اخدُود کے واقعات میں بیان کیا گیا کہ لوگ بادشاہ کے دین کو چھوڑ کر خدا واحد پر جب ایمان لائے، تو سڑکوں کے کنارے گڑھے اور خندقین کھود کر آگ جلائی گئی اور اوپر سے ایمان لانے والوں کو پھینکا گیا اور زندہ جلا دیا گیا۔ ہمیشہ مشرکوں اور کافروں نے توحید کے ماننے والوں کو برداشت نہیں کیا اور ستایا

حضرت ابراہیمؑ نے مشرک انسانوں کو عقلی اعتبار سے لاجواب کر دیا تھا

حضرت ابراہیمؑ کے باپ اور انکا معاشرہ بت پرست معاشرہ تھا۔ ایک مرتبہ تمام لوگ گاؤں سے باہر میلے میں گئے، آپکو بھی چلنے کیلئے کہا۔ آپ بیماری کا بہانہ بنا کر گھر ہی پر ٹھرے رہے اور سب لوگ جانے کے بعد بت خانے میں جا کر کسی کا ہاتھ کسی کا پیر کسی کی ناک کسی کا کان کسی کی آنکھیں اور کسی کے سر توڑ دئے اور بڑے بت پر کلہاڑی رکھ کر چلے آئے۔ وہ لوگ جب اپنے عبادت خانے میں آئے، تو بتوں کا یہ حال دیکھکر اندازہ لگایا کہ یہ کام صرف ابراہیمؑ کا ہی ہوسکتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو پکڑ کر لایا اور پوچھا یہ کس نے کیا۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم ان ہی سے پوچھو، انمیں کا بڑا بت یہ سب کچھ کیا ہوگا۔ تو ان لوگوں نے جواب دیا، یہ تو نہ چل سکتے نہ حرکت کر سکتے نہ بول سکتے۔ تو آپؑ نے فرمایا، افسوس ہے تم لوگوں پر ایسوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ دیکھ سکتے نہ بول سکتے اور نہ سن سکتے ہیں۔ وہ لاجواب ہوگئے۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کی سزا دی گئی۔ یہ واقعہ داعی حضرات کو عقلی دلیل دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ نہ کہ بتوں کو توڑنے کی۔ ورنہ اسلام کسی کے معبودوں کو برا بھلا بولنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانے میں بھی مشرکین ایمان والوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ انکے ساتھ ظلم وزیادتی اور بے عزتی کا سلوک کرتے ہیں۔